پیرانِ پیر

پروفیسر محمد فیاض خاں صاحب کاوش ایم اے

زیرِ اہتمام

پیر میر احمد شاہ صاحب بخاری نقشبندی

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

پیرِ پیراں، میرِ میراں یا شہِ جیلاں توئی!
انس و جانِ قدسیاں و غوثِ انس و جاں توئی!

پیرانِ پیر

سیدنا غوث الاعظم، شیخ محی الدین، عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی نورانی سوانح حیات —— نہایت مختصر، انتہائی جامع

— مؤلفہ —

پروفیسر فیاض کاوش

مکتبہ مظہر فیضِ رضا - برج منڈی - فیصل آباد

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

53585

طبع ———— اوّل:
اشاعت ———— ۱۹۸۰ء
تعداد ———— ایک ہزار
حسن کاری ————
خطاطی ———— خلیل احمد نوری
طباعت ———— بدر رشید پرنٹنگ پریس۔ لاہور
ھدیہ ———— 9/
ناشر ———— مکتبہ مظہر فیض رضا

تقسیم کاران

۱ ———— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔
۲ ———— مکتبہ وارثیہ۔ لال چند آباد۔ میر پور خاص۔ سندھ۔
۳ ———— مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی۔
۴ ———— نوری کتب خانہ۔ داتا گنج بخش لاہور۔
۵ ———— رضا پبلی کیشنز۔ داتا دربار۔ لاہور۔
۶ ———— مکتبہ قادریہ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لوہاری دروازہ۔ لاہ

Marfat.com

فہرست مضامین

۱ــــــ انتساب ۷
۲ــــــ تعارف ۸
۳ــــــ افتتاحیہ ۱۱
۴ــــــ مآخذ کتاب ۱۴
۵ــــــ نام نامی اسم گرامی ۱۶
۶ــــــ آئینۂ زندگی ۱۸
۷ــــــ قدرت کا لاجواب انتخاب ۱۹
۸ــــــ حضرت غوث الاعظم کی پیدائش کے وقت عالم اسلام کی حالت زار ۲۱
۹ــــــ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ۲۴
۱۰ــــــ ولادت باسعادت کی پیشین گوئیاں۔ ۲۶
۱۱ــــــ شجرہ شریف ۲۸
۱۲ــــــ والدین کا تقویٰ ۲۹
۱۳ــــــ ولادت شریف ۴۰

Marfat.com

۱۴	بچپن اور لڑکپن	۳۲
۱۵	اعلیٰ تعلیم و تربیت	۳۵
۱۶	شیوخ اور اساتذہ	۳۸
۱۷	مرشد کامل کی تلاش	۳۹
۱۸	شیطان سے مقابلہ	۴۱
۱۹	پیر کامل سے بیعت	۴۳
۲۰	درس و تدریس	۴۳
۲۱	رشد و ہدایت، وعظ و نصیحت	۴۷
۲۲	محی الدین	۵۱
۲۳	اسلام کی حیاتِ نو	۵۲
۲۴	شریعت و طریقت کے اختلاف کا خاتمہ	۵۳
۲۵	معتزلہ کی بربادی	۵۳
۲۶	رد رفضیت کی شکست	۵۴
۲۷	سب سے بڑا کارنامہ	۵۵
۲۸	شجرہ عالیہ قادریہ	۵۷
۲۹	غوث الاعظم	۵۸
۳۰	قصیدہ غوثیہ اور علمار کرام	۶۰
۳۱	اولیائے کرام پر فوقیت	۶۶
۳۲	قاسم ولایت	۶۹
۳۳	حضرت مجدد الف ثانی کی تائید	۶۶
۳۴	قدم پاک بر گردنِ اولیار	۷۰
۳۵	مشائخ وقت کی تائید	۷۱
۳۶	شیخ عدی کی دلیل	۷۳

Marfat.com

۳۷	مولوی اشرف علی تھانوی	۷۲
۳۸	علامہ رزاق کی دلیل	۷۴
۳۹	نجیب الطرفین سید	۷۴
۴۰	امتیازی خوبیاں	۷۵
۴۱	کرامات	۷۸
۴۲	قدرت کا انتقام	۸۱
۴۳	دربارِ غوث میں ماہ و سال کی حاضری	۸۴
۴۴	غوث الاعظم کا دھوبی	۸۵
۴۵	دستگیری	۸۵
۴۶	دولت و امارت سے نفرت	۹۰
۴۷	غربا پروری	۹۱
۴۸	اخلاق و عادات	۹۴
۴۹	حق گوئی و بے باکی	۹۴
۵۰	غوث الاعظم کی سیاست	۹۸
۵۱	روزمرہ کی زندگی کا دستور العمل	۱۰۱
۵۲	سراپا شریف	۱۰۳
۵۳	وصالِ حق	۱۰۵
۵۴	فیضِ قادری	۱۰۸
۵۵	سلسلۂ نقشبندیہ	۱۰۹
۵۶	سلسلۂ سہروردیہ	۱۱۲
۵۷	پیرانِ پیر کے مرید کی شان	۱۱۴
۵۸	مژدۂ جانفزا	۱۱۵
۵۹	یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ	۱۱۶

Marfat.com

۶۰	صلوۃ غوثیہ	۱۱۷
۶۱	ازدواج و اولاد	۱۱۸
۶۲	غوث الاعظم کی اولاد کا منصب اعلیٰ	۱۱۹
۶۳	غوث الاعظم کی اولاد کو ایذا پہنچانے کی سزا	۱۲۱
۶۴	تصانیف	۱۲۱
۶۵	شعر و شاعری	۱۲۲
۶۶	نمونہ کلام	۱۲۳
۶۷	ملفوظات گرامی	۱۲۵
۶۸	گیارہ تاریخ کی اہمیت	۱۲۹
۶۹	گیارہویں شریف کی ابتدا	۱۳۵
۷۰	گیارہویں شریف کی امتیازی شان	۱۳۰
۷۱	گیارہویں شریف عرب و عجم میں	۱۳۱
۷۲	گیارہویں شریف کا ثبوت	۱۳۳
۷۳	گیارہویں شریف کے لوازمات	۱۳۳
۷۴	ایصالِ ثواب	۱۳۴
۷۵	احتیاط	۱۳۶
۷۶	ایک خواب ایک حقیقت	۱۳۸
۷۷	منقبت سیدنا غوث اعظم	۱۳۹
۷۸	عرس کا ثبوت	۱۴۰
۷۹	فتوے	۱۴۳
۸۰	ختم غوثیہ	۱۴۵
۸۱	غوث پاک کی گیارہویں شریف	۱۴۷
۸۲	تعین یوم	۱۴۹
۸۳	اختتامیہ	۱۵۲

Marfat.com

انتساب

بنامِ نامی ——— پیرو مُرشد سیدنا حافظ ، حاجی ،
———"وارث علی شاہ" ——— قدس سرہ العزیز
جن کی غلامی کا تمغہ مجھے دربارِ ——— غوث الاعظمؒ ———
سے عطا ہوا ———

بدہ دست یقیں اے دل بدستِ شاہِ جیلانی
کہ دست او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

——— فیاض کاوش وارثی

Marfat.com

تعارف

جناب صغیر حسن خاں زبیری وارثی نبیرہ قطب عالم حضرت حافظ حسن خاں وارثی علیگڑھی

پروفیسر فیاض احمد خاں صاحب کاوش وارثی، ایک اچھے انسان ہیں۔ اور فی الواقع جو اچھا انسان ہوتا ہے۔ وہی اچھا ادیب بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے بہت سے ادیب آدب انسانیت سے عاری ہیں۔ ع

آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

پروفیسر فیاض کاوش صاحب عالی اخلاق، فراخ دل، بلند حوصلہ اور ہمدرد و غمگسار انسان ہیں۔ ہاں کچھ جذباتی ضرور ہیں مگر جب یہی جذبات، نظم و نثر کا روپ دھارتے ہیں تو دلوں پر اثر و تاثیر کی بجلیاں گراتے ہیں، وہ بے باک، بے تکلف اور سادہ مزاج ہیں اور یہی خوبیاں ان کی تحریریں موجزن ہیں ؎

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

فیاض کاوش صاحب، پٹھانوں کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کے مردم خیز شہر اٹاوہ (یو پی) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ تعلیم القرآن میں قرآن حدیث کی تعلیم حاصل کر کے ملک کی مشہور قدیم درس گاہ اسلامیہ ہائی اسکول (اٹاوہ) میں داخل ہوئے جہاں سے ۱۹۵۲ء میں میٹرک پاس کیا۔

فیاض کاوش صاحب کی زندگی کا ابتدائی دور ایک ایسے ماحول میں گزرا جو دینی اد

Marfat.com

مذہبی ہونے کے ساتھ شاعرانہ اور ادیبانہ بھی تھا۔ آئے دن میلاد و عرس کی محفلیں، قوالیاں اور مشاعرے۔ اس ماحول نے موصوف کی طبیعت میں گداختگی پیدا کر دی۔ وسیع و عریض آستانہ وارثیہ مکان سے ملحق تھا، جہاں احرام پوش فقراء کی نورانی محفلیں ہوا کرتی تھیں۔ عملی تصوف کی انہیں مہکتی لپٹی فضاؤں میں فیاض کاوش صاحب نے آنکھ کھولی اور آستانہ عالیہ کے پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھے۔

تقسیم کے بعد فیاض کاوش صاحب ۱۹۵۲ء میں پاکستان آکر میرپورخاص (سندھ) میں مقیم ہوئے اور شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپورخاص میں داخلہ لیا۔ ساتھ ہی کلکٹریٹ تھرپارکر، میرپورخاص میں ملازم ہو کر سرشتہ دار ہو گئے۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی جاری رہی۔ اس طرح بی۔اے پاس کر لیا تو ذوق درس و تدریس کی تسکین کے لیے گورنمنٹ ہائی اسکول میں مدرس ہو گئے۔ مدرسی کے دوران ایم۔اے پاس کر لیا تو گورنمنٹ کالج شکارپور (سندھ) میں لیکچرار مقرر ہوئے، کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج سانگھڑ (سندھ) میں رہنے کے بعد اب ایک عرصہ سے شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپورخاص (سندھ) میں شعبۂ اردو کے صدر ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔

فیاض کاوش صاحب مشاعروں اور ادبی محفلوں میں تو شروع سے حصہ لیتے رہے البتہ نثرنگاری کا آغاز دیر میں کیا۔ یوں تو پہلے بھی لکھتے رہے لیکن مستقل نہ لکھا۔ اب چند سالوں سے مستقل لکھ رہے ہیں۔ اس وقت وہ نظم و نثر میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

اس سے پیشتر ان کی تالیف لطیف "آفتابِ ولایت" (سوانح عمری سرکار وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ) شائع ہو کر قبولِ عام حاصل کر چکی ہے۔

قادری دربار کے ادنیٰ غلام ہونے کی حیثیت سے کتاب "پیرانِ پیر" اُن کے روحانی تقاضوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ پروفیسر موصوف کی سالہا سال کی جدوجہد کا علمی سرمایہ ہے جو اب تک اس موضوع پر لکھی جانے والی تمام کتب کا لب لباب اور عطر

Marfat.com

لاجواب ہے۔

میری دعا ہے کہ رب تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے اور پروفیسر فیاض کاوش صاحب کی اس کاوش کو قبول عام عطا فرمائے۔

اللهم آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

صغیر حسن خاں زبیری
مینیجر نیشنل بینک (میونسپل برانچ) میرپور خاص
(سندھ)

Marfat.com

افتتاحیہ

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی۔ ایم اے (گولڈ میڈلسٹ)
پی۔ ایچ۔ ڈی ——— ایس۔ ای۔ ایس درجہ اوّل
خلف الرشید علامہ الحاج شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز مفتیٔ اعظم ہند

سیرت و کردار کی اہمیت کا کسی کو اندازہ نہ تھا، سب سے پہلے اسلام ہی نے اس طرف متوجہ کیا کہ سیرت ایک عظیم حقیقت ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ لیکن آج بھی بعض لوگ علم و دانش کو سیرت و کردار سے افضل سمجھتے ہیں۔ یقیناً علم افضل ہے لیکن علم کا مقصود معرفتِ نفس یا معراجِ انسانیت ہی ہے۔ اس لیے علم مقصود بالذات نہ نہ ہوا بلکہ مقصودِ حقیقی انسان کی اپنی سیرت ہے۔ علم کے ذریعہ اس کو بنانا سنوارنا ہے۔ لہٰذا سیرت کامل، علم و دانش سے بہتر ہے۔ اگر صرف علم و دانش ہی انسان کے لیے کافی ہوتے تو پھر ہمارا دور کاملین کا دور ہوتا۔ لیکن یہ کیا بات ہے کہ بیسیوں علوم و فنون دریافت ہونے اور لاکھوں بلکہ کروڑں کتابوں کے لکھے جانے کے باوجود وہ بات پیدا نہ ہو سکی جو صاحب قرآن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیرت و کردار سے پیدا کر دی۔

چنانچہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ایک سیرت کاملہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی نے تو بلندیوں تک پہنچایا تھا۔ انہوں نے کسی مکتب و مدرسہ میں نہیں پڑھا تھا، صرف صحبت نبوی، صلی اللہ علیہ وسلم، نے ان کو آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔

پس صالحین و کاملین سے منہ نہ موڑنا چاہیے کہ یہ خود زندگی سے منہ موڑنا ہے۔ جو لوگ حضرات اہل اللہ کو بے فیض سمجھ کر خود آگے بڑھنا چاہتے ہیں وہ اس نادان طالب علم کی

Marfat.com

مانند ہیں جو استاد سے منہ موڑ کر خود اپنے ذاتی مطالعہ سے اعلیٰ مدارج طے کرنا چاہتا ہے، لیکن عالم اسباب میں تو وسائل کی ضرورت ہوتی ہے بغیر وسیلے کے مقصد تک پہنچنا مشکل ہے یہ صحیح ہے کہ خدا نے فرمایا ہے مجھ سے مانگو، میں تمہیں دوں گا۔ مگر جب ہم کو قرآن کی زبان میں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ ہم کو ان لوگوں کی راہ دکھا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان لوگوں کی راہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ تو اس طرح دراصل مانگنے کا سلیقہ سکھایا جا رہا ہے، اب جب مانگنے والا ان برگزیدہ بندوں سے روگردانی کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنے خدا سے روگردانی کرتا ہے کیونکہ خدا ہی نے ام الکتاب میں اپنے بندوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسان جسم اور روح سے مرکب ہے اس لیے اس کو دوہری تعلیم اور دوہری معیشت کی ضرورت ہے۔ اگر روح نہ ہوتی، صرف جسم ہوتا تو پھر ایک قسم کی تعلیم اور ایک ہی قسم کی معیشت کافی تھی۔

علوم ظاہری درس و تدریس سے حاصل ہو جاتے ہیں لیکن علوم باطن صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ علوم سائنس کا طالب علم، سائنسدان ہو سکتا ہے لیکن علوم شریعت کا عالم عارف نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے عملی تربیت شرط اول ہے اور اسی عمل کا دوسرا نام سیرت ہے۔ چنانچہ علوم باطن کے لیے ایسی سیرتوں کی ضرورت ہے جن میں یہ علوم جیتے جاگتے نظر آئیں۔ ایسا صاحب سیرت، مرد کامل ایک عظیم قوت ہے جو اپنے ماحول اور اپنے عہد پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے چہار دانگ عالم جگمگا اٹھتے ہیں۔

زیر نظر کتاب "پیران پیر" سندھ کے کہنہ مشق شاعر و ادیب جناب پروفیسر فیاض کاوش کی تالیف لطیف ہے۔

اسلوب نگارش دلکش و دلنشیں اور مجموعی طور پر دل آویز و دلربا ہے۔

اس کتاب میں "ولادت" سے لے کر "وفات" تک سیرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ کی آمد آمد سے قبل عالم اسلام کی ناگفتہ بہ حالت، ولادت

Marfat.com

کے متعلق پیش گوئیاں، والدین کی تقویٰ شعاری کے حیرت انگیز واقعات، خود آپ کے بچپن کا صداقت شعاری سے متعلق ایک بے مثال واقعہ، تعلیم و تربیت، دوران تعلیم شدائد و مصائب، تبحرِ علمی، تاثیرِ وعظ و نصیحت، آپ کی عبادات و ریاضات کی کیفیت، فقر پسندی، دولت و امارت سے نفرت اور روزمرہ زندگی کے کام کاج، سودا سلف بازار سے خریدنا، گلی کوچوں میں بچوں کو بلا بلا کر مٹھائی تقسیم کرنا، دسترخوان پر مہمان و طلبہ کو ساتھ بٹھانا، حاجت مندوں میں نذریں تقسیم کرنا، آپ کی کرامات و خوارق، مقامات و درجات، فیض و برکات، اولاد و سجادگان اور تصانیف وغیرہ پر جامعیت کے ساتھ اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ نیز گیارہویں شریف کے متعلق تمام ضروری معلومات اور معترضین کے اعتراضات کے معقول جوابات بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

یہ کتاب مختصر ہوتے ہوئے بھی اپنے موضوع پر حاوی ہے۔ اہلِ محبت کے لیے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں۔ اور یہ کتاب لکھی ہی انہیں کے لیے گئی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت سے نواز کر فاضلِ مؤلف جناب پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش زید مجدہٗ کو اس کی برکات سے بیش از بیش مستفیض فرمائے اور اس کو ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی ضلع تھرپارکر (سندھ)

۵ رمضان المبارک مطابق
۲۱ اگست ۱۹۷۷ء

Marfat.com

مآخذ کتاب

فتوح الغیب	حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
غنیۃ الطالبین	″ ″ ″
قصیدہ غوثیہ	″ ″ ″
بہجۃ الاسرار	ابوالحسن نور الدین علی الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ
نفحات الانس	علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
تفریح الخاطر	علامہ عبد القادر الاربلی رحمۃ اللہ علیہ
مرقات شرح مشکواۃ	علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
نزہۃ الخاطر الفاتر	″ ″ ″
میزان الکبرٰی	علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
طبقات الکبرٰی	″ ″ ″ ″
قلائد الجواہر	علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ
جامع کرامات الاولیاء	علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
نزہۃ المجالس	علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ
خزینۃ الاصفیاء	غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
الحاوی للفتاوی	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
شرح الصدور	″ ″ ″
مکتوبات شریف	حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
”حضرت غوث الاعظم“	پروفیسر محمد عنایت اللہ
تحفۃ القادریہ	حضرت ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

"حضرت غوث الاعظم"	پروفیسر محمد عنایت اللہ
تحفۃ القادریہ	حضرت ابو المعالی لاہوری۔ رحمۃ اللہ علیہ
سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارا شکوہ
تاریخ فرشتہ	ملا قاسم فرشتہ
اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
اشعۃ اللمعات	" " "
مدارج النبوت	" " "
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ہمعات	" " "
فیوض الحرمین	" " "
تذکرہ سیدنا غوث الاعظم	علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ
محفل نامہ گیارہویں شریف	خواجہ حسن نظامی "
سیرت غوث الثقلین	مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری
الفرقان بین الاولیاء الرحمٰن والشیطان	امام ابن تیمیہ
فیض الباری	مولوی انور شاہ کاشمیری
شمائم امدادیہ	مولوی اشرف علی تھانوی
النخب	" " "
افاضات یومیہ	" " "
امداد السلوک	مولوی رشید احمد گنگوہی۔
"گیارہویں شریف"	شاہ نواب الحق قادری
حقیقت گیارہویں شریف	محمد بشیر جنجوعہ

Marfat.com

گیارہویں شریف کی حقیقت	
فیصلہ ہفت مسئلہ	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
فتاوی عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
ملفوظات عزیزی	" " "
کتاب ماثبت بالسنہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
عجائب المخلوقات	علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ
وجیز الصراط	حضرت ملا محمد "
جمع الجوامع	علامہ جلال الدین سیوطی "
سراج الہدایہ	مولانا جلال الدین بخاری "
تذکرہ مسعود	ڈاکٹر پروفیسر مولانا محمد مسعود احمد
محبت رسول	مولانا محمد منعم ہزاروی علیہ الرحمۃ
رجال السنۃ	مولانا شاہ حسین گردیزی

Marfat.com

نامِ نامی اسمِ گرامی

سب میں کچھ کچھ کمی سی لگتی ہے :
جو بھی آتے ہیں ذہن میں القاب !

سید السادات، شیخ المشائخ، تاج العارفین، رہبر اکابر دین، وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ، باز الاشہب، پیرانِ پیر، دست گیر، قطب ربانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی، محی الدین، ابو محمد حضرت عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]

سید و عالی نسب در اولیاست
نورِ چشم مصطفےٰ و مرتضےٰ ست

---

[1] قلائد الجواہر ص ۵، نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۳۰، تفریح الخاطر

Marfat.com

آئینۂ زندگی

سن پیدائش	یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ / ۱۰۷۸ء
وطن مبارک	ایران بحیرہ خزر (کیسپین سی) کے جنوبی ساحل پر موضع گیلان۔
حسب ونسب پاک	حسنی وحسینی (سید)
والدِ بزرگوار	حضرت سیدنا شیخ ابو صالح موسیٰ، رحمۃ اللہ علیہ۔
والدہ ماجدہ	حضرت ام الخیر فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ
بغداد شریف میں ورود اور درس نظامی میں داخلہ	۴۸۸ھ / ۱۰۹۵ء
رشد وہدایت کا آغاز	۵۲۱ھ / ۱۱۲۷ء
وصالِ پاک	۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء

Marfat.com

قدرت کا لاجواب انتخاب

بغداد کے ایک سنسان راستہ پر ایک نوجوان مسافر چلا جارہا تھا اس نے راستے کے کنارے ایک پریشان حال بوڑھے کو دم توڑتے دیکھا۔ مسافر کو اس بوڑھے کی حالتِ زار پر رحم آگیا۔ اسے سہارا دینے کے لیے نوجوان نے قریب جا کر اپنا دستِ شفقت بڑھایا۔ بوڑھے نے بھی اپنا لرزتا ہوا کمزور ہاتھ اٹھا دیا۔ مسافر نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے اس ناتواں کو سہارا دیا۔ مسافر کے ہاتھ لگتے ہی بوڑھے کی رگوں میں طاقت و توانائی کی برقی لہر دوڑ گئی۔ بڑی تیزی سے اس بوڑھے کی حالتِ زار سنبھلنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پیلے پیلے مرجھائے ہوئے چہرے پر نوشگفتہ پھولوں جیسی بہار آگئی۔ پتھرائی ہوئی آنکھوں میں زندگی کی روشنی عود کر آئی۔ کچھ دیر پہلے وہ بیمار بوڑھا جو ہڈیوں کا پنجر نظر آرہا تھا، اب ایک صحت مند نوجوان بن کر مسکرا رہا تھا۔ یہ عجوبہ دیکھ کر مسافر کو سخت حیرت ہوئی۔ اس پر اس نوجوان نے مسافر سے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے عبد القادر اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ میں آپ کے نانا جان کا 'دین' ہوں۔ میری حالت خستہ و خراب ہو چکی تھی۔ آپ کے ذریعہ سے اللہ پاک نے مجھے نئی زندگی بخشی ہے۔ در اصل آپ "محی الدین" ہیں"[1]

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی روشن آنکھوں نے عالم مثال میں 'دین' کو جس خستہ و خراب حالت میں دیکھا تھا، درحقیقت تمام عالم اسلام میں دین کی وہی حالتِ زار تھی۔ ہر جگہ بدی کے اندھیروں کا راج تھا۔ نیکی کا نور معدوم ہو رہا تھا۔ شرافت کے اجالے دم توڑ

---

[1] خزینۃ الاصفیاء۔ ج ۱ ص ۹۳۔ سفینۃ الاولیاء۔ ص ۶۱۔ نفحات الانس ص ۲۶۰۔

Marfat.com

رہے تھے۔ انسانیت کا تاوان ہو رہا تھا۔ اخلاق کا دیوالیہ نکل چکا تھا۔ ایسے پراگندہ ماحول کی اصلاح بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔ یہ محض کسی ایک فلسفی، عالم یا فقیہ کے بس کا کام نہ تھا بلکہ اس کے لیے تو کسی ایسے "عارفِ کامل" کی ضرورت تھی جو پورے طور پر عشقِ الٰہی سے سرشار اور روحانی قوتوں سے سرفراز ہو جس کے اثر سے شیطانی قوتیں دم توڑ دیں اور جس کی نظر سے تاریک دل نور سے معمور ہو جائیں۔ اس مقصدِ عظیم کو حاصل کرنے کے لیے قدرت نے سیدنا غوث الاعظم کو بطورِ خاص تیار کیا تھا۔ چنانچہ آپ کی نورانی زندگی کے تمام واقعات شاہد ہیں کہ قدرت نے آپ کی تربیت بطورِ خاص اس طرح کی تھی جس کے نتیجہ میں آپ صحیح طور پر محی الدین بن گئے۔ اور نورِ معرفت سے دلوں کو جگمگانے لگے۔ آپ نے اپنی روحانیت کے زور سے شیطانی حربوں کو ناکارہ کر کے باطل قوتوں کو پاش پاش کر دیا۔ آپ کے نعرۂ حق سے فضائیں گونجنے لگیں۔ آپ کے روحانی فیوض و برکات سے تاریک سینے نورِ معرفت کے خزینے بننے لگے۔ اس طرح ؎

سیلِ انوارِ رحمت رواں جو ہوا — نور ہی نور تھا جس طرف دیکھیے
دیدہ و دل اجالوں میں ڈوبے ہوئے — جلوۂ طور تھا جس طرف دیکھیے

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی تربیت میں قدرت کا خاص ہاتھ تھا۔ گویا رب تعالٰے نے آپ کی ذات بابرکات کو شروع ہی سے "نبوت" کی "نیابت" کے لیے چن لیا تھا۔ بلاشبہ آپ قدرت کا انتخاب لاجواب ہیں۔

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم ؒ

کی ولادت کے وقت عالمِ اسلام کی حالتِ زار

پانچویں صدی کے آخر میں اسلامی دنیا کے اندر بڑا انتشار و خلفشار پھیلا ہوا تھا۔ "مسٹر گبن" وغیرہ یورپین مؤرخین نے اس زمانہ کو دنیائے اسلام کا تاریک ترین دور قرار دیا ہے۔

اسلامی دنیا میں افراتفری کا یہ عالم تھا کہ "اندلس" میں اسلامی حکومت کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی۔

"مصر" میں "سلطنتِ باطنیہ" قائم ہو چکی تھی جسے علامہ سیوطی علیہ الرحمتہ نے "سلطنت خبیثہ" لکھا ہے۔

ادھر ہندوستان میں سلطان محمود کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور اب ہندو راجے مہاراجے مسلمانوں سے اپنی پچھلی شکستوں کا بدلہ لینے کے لیے متحد ہو رہے تھے۔

"بیت المقدس" پر "عیسائی" قابض ہو چکے تھے نہ صرف یہ بلکہ اب وہ "عراق و حجاز" پر حملہ کرنے کی تیاریاں مکمل کر رہے تھے۔

اُدھر "خلافتِ عباسیہ" سمٹ سمٹا کر "بغداد" کے گرد و نواح تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور "عباسی امیر المؤمنین" اب ترک سرداروں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے تھے۔

دوسری طرف "حسن بن صباح" کے پیروکاروں نے "ایران و عراق" میں تباہی مچا رکھی تھی۔

"ایشیا اور افریقہ" میں تو یہ فساد برپا تھا اور اُدھر "یورپ" میں تمام سلطنتیں بلکہ ساری عیسائی دنیا مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکی تھی اور اب وہ اسلامی ملکوں کی اینٹ

Marfat.com

سے اینٹ بجانے کے لیے مسلم ممالک کی سرحدوں پر اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور ادھر یہ عالم تھا کہ ملتِ اسلامیہ "فرقہ بندیوں" کے عذاب میں گرفتار تھی۔ "خلقِ قرآن" کا مسئلہ گھڑا گیا تھا۔ "معتزلہ اور باطنیہ" تحریکوں نے عالمِ اسلام کو ذہنی خلفشار میں مبتلا کر رکھا تھا۔ "عجمی فلسفیوں" نے علمائے اسلام کے خیالات کو پراگندہ کر دیا تھا چنانچہ فلسفہ و منطق کی بے معنی بحثوں کا شکار ہو کر وہ ہر وقت، شیعہ، سُنی، حنبلی اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے۔ اس میں گالی گلوچ سے گزر کر کشت و خون تک نوبت پہنچی تھی غرضیکہ منطق کے گورکھ دھندوں اور عجمی فلسفوں کی فضول بحثوں نے مسلمانوں کے دماغوں کو بے جا طور پر بھٹکا کر چکنا چور کر رکھا تھا۔ یہ علمی مسئلے کسی طرح مفید نہ تھے بلکہ ان کی بہتات نے مسلمانوں کی علمی قوت کو برباد کر دیا تھا چنانچہ اس طرح مسلمان فروعی اختلافات میں دست بگریباں ہو کر اپنی متحدہ قوت کا شیرازہ منتشر کر رہے تھے۔

غرض کہ بے معنی فلسفیانہ گفتگو اور منطقی بحثوں میں اُلجھ کر لوگ قرآن و سنت سے بہت دور چلے گئے تھے۔ اسلامی پردہ ختم ہو چکا تھا۔ "اسپین" کے "نقاب پوش سلاطین" کے دور میں تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ مردوں نے نقاب پہن لیے تھے اور عورتیں کھلے منہ پھرا کرتی تھیں۔ لوگوں کے دلوں سے خوفِ خدا، اور محبتِ رسول ختم ہو چکی تھی۔ ہر شخص خود کو عقلِ کل سمجھنے لگا تھا۔ ایسے پُر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ سے سیدنا غوث الاعظم کی ولادت شریفہ ہوئی۔ جن کے روحانی انوار سے تاریک دل جگمگا اٹھے۔ ذہنی خلفشار ختم ہوا۔ افتراق و انتشار کا دروازہ بند ہوا۔ مادیت کی جگہ روحانیت کا ادراک پیدا ہوا۔ عجمی فلسفوں کا طلسم ٹوٹا۔ قرآن فہمی کا ذوق و شوق بڑھا۔ شریعتِ محمدی کا بول بالا ہوا معتزلہ اور باطنیہ تحریکوں کا منہ کالا ہوا ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی ہوئی اور عالمِ اسلام نے سکون کا سانس لیا۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ملحدوں کو توحیدِ ربانی کا سبق پڑھایا۔ سرکشوں کو

53585

Marfat.com

عشقِ رسول سکھایا۔ لوگوں کو بدعت سے نفرت دلاتی۔ جاہ پرستوں کو دنیا سے بے رغبتی سکھائی۔ اخلاق کی اصلاح کی اور شریعت کی تعلیم دی۔ معاملات کو سدھارا اور آخرت کا احساس دلایا اور طریقت کا راستہ دکھا کر بندوں کو اللہ سے ملایا۔ غرضکہ سیدنا غوثِ اعظم ایک عہد ساز ہستی کے مالک تھے۔ آپ کی نورانی شخصیت کے فیوض و برکات تمام عالمِ اسلام میں جاری و ساری ہو گئے۔ آپ کی نورانی تعلیمات ہر عہد پر حاوی ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات ہر دور کے لیے مینارۂ نور ہے۔

ہے جہانِ معرفت میں احترامِ غوثِ پاک
اللہ اللہ کتنا ارفع ہے مقامِ غوثِ پاک

این بارگہِ حضرتِ غوث الثقلین است
نقدِ کرمِ حیدر و نسلِ حسین است
مادرش حسینی، نسب است و پدرِ او
ز اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

(شاہ محمد غوث)

Marfat.com

اسلام کی نشاۃ ثانیہ

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روحانی و تبلیغی اثرات ہی کا نتیجہ تھا کہ مصر کی سلطنت باطنیہ زوال پذیر ہو کر ۵۶۶ھ میں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گئی۔ اور اس کی جگہ سلطان نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے شیر دل مجاہدانِ اسلام نے بساطِ سلطنت بچھائی۔ اِدھر ہندوستان میں غزنویوں کی تباہ شدہ حکومت کی جگہ "غوری خاندان" نے ہندوستان میں ایک نئی وسیع تر اسلامی سلطنت قائم کی۔ اسی طرح "اندلس" میں "موحدین" کی سلطنت عالمِ وجود میں آئی۔ جس کی وجہ سے وہاں اسلام کو طویل استحکام نصیب ہوا۔

اگرچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۶۱۵ھ / ۱۲۱۸ء میں تاتاریوں نے اسلامی دنیا پر چڑھائی کر کے اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، ہر طرف تباہی مچا دی۔ مگر قتل و غارت گری کی ان تند و تیز آندھیوں اور طوفانوں میں بھی اسلام کا چراغ روشن رہا۔ حتیٰ کہ خونخوار تاتاریوں کے دل بھی نورِ اسلام سے جگمگانے لگے۔ یہ سب سیدنا غوث الاعظم ہی کی روحانی تعلیمات اور باطنی تصرفات کا اثر تھا۔ ؎

"پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے"

خانِ اعظم کا قبولِ اسلام

کافر تاتاریوں کے قبولِ اسلام کے واقعات بھی بہت دلچسپ ہیں ان میں سے تاریخی اہمیت کا یہ واقعہ کس قدر حیرت انگیز ہے کہ سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ نے اشارۂ غیبی پایا تو "خراسان" سے اپنے دور کے خانِ اعظم تنگودار خاں، (پسر ہلاکو خاں) کے پاس جا پہنچے اس وقت خانِ اعظم شکار سے واپس آ رہا تھا اپنے محل کے دروازے پر ایک گلیم پوش کو دیکھا تو مذاق اُڑاتے

Marfat.com

ہوتے بولا:

"اے درویش! تیری ڈاڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم"

قادری درویش نے جواب دیا:

" میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں۔ اگر میں اپنی وفاداری سے اپنے مالک کو خوش کر سکوں تو میری ڈاڑھی کے بال اچھے ہیں۔ ورنہ تیرے کتے کی دُم اچھی ہے جو تیری وفاداری کرتا ہے اور تیرے لیے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے۔"

اس اندازِ گفتگو کا خانِ اعظم تگودار خان پر بڑا اثر ہوا۔ چنانچہ محل میں لے جاکر قادری درویش کو شاہی مہمان رکھا۔ فرصت کے وقت آپ کی باتیں سنتا، آپ کی روحانی تبلیغ سے متاثر ہو کر آخر کار اسلام قبول کر لیا۔ ؏

بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

مسلمان ہو کر "تگودار خان" نے اپنا اسلامی نام "احمد" رکھا۔ چنانچہ اس کا یہی نام ۱۲۸۱ء سے ۱۲۸۴ء تک تاریخ میں آتا ہے۔ خانِ اعظم کے اسلام لانے کے اثرات سے دوسرے تاتاری سرداروں نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر تو دیکھتے ہی دیکھتے یہ عالم ہو گیا ؎

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سُن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں

یہ ہے اسلامی نصرت جو قادری بزرگوں کو حاصل ہوئی جس سے گھر گھر میں روحانیت کا چراغ روشن ہو گیا اور اسلام کا نور ہر چہار طرف دور دور پھیل گیا۔

Marfat.com

ولادت باسعادت کی پیشین گوئیاں

قدرت کے اس انتخاب لاجواب کی خبر سینکڑوں سال پہلے ہی اہل روحانیت کو پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ ہر زمانہ میں بزرگانِ دین سیدنا غوث اعظم کی آمد آمد کی خبر دیتے رہے ہیں آپ کی تشریف آوری سے دو سو سال پہلے کا یہ تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی خانقاہِ عالیہ کے اندر مراقبہ میں مشغول تھے کہ یک بیک مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمانے لگے:

"مجھے عالمِ غیب سے اطلاع ملی ہے کہ پانچویں صدی میں "جیلان" کے اندر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اطہار میں سے "غوث اعظم" پیدا ہوں گے ان کا نام "عبد القادر" اور لقب "محی الدین" ہو گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ائمہ کرام اور اصحاب کرام کے علاوہ انہیں اوّلین و آخرین زمانہ کے "ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے" کہنے کا حق ہو گا"۔[1]

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

اپنے زمانہ کے شیخ کامل حضرت عزاز بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۰۸ھ میں یہ پیشین گوئی فرمائی کہ "ایک نوجوان سیدنا عبد القادر ظاہر ہو گا۔ اس کی ہیبت سے مقاماتِ ولایت

---

[1] تفریح الخاطر ص ۲۶، ۲۷۔

Marfat.com

ظاہر ہوں گے۔ اور اس کی جلالت سے کشف وکرامات رونما ہوں گے۔ وہ حال پر چھا جائیں گے اور محبتِ خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالمِ امکان ان کے حوالے کردیا جائے گا۔ تمام اسرارِ عالم ان پر ظاہر ہوں گے۔ رب تعالیٰ کے حضور ان کی شان اس قدر بلند ہوگی کہ کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہ ہوگی [1]

وصفِ تو چہ گویم غوث الثقلینا
محبوبِ نبی ابنِ حسن آلِ حسینا!

---

[1] بہجۃ الاسرار

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم کا شجرۂ نسب

ہاشم
عبدالمطلب

عبداللہ — حضرت حمزہ — حضرت عباس — ابوطالب

عبداللہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سیّدہ زینب — سیّدہ رقیہ — سیّدہ ام کلثوم — سیّدہ فاطمۃ الزہرا

ابوطالب
حضرت علی

حضرت علی و سیّدہ فاطمۃ الزہرا

حضرت حسن
حضرت حسن مثنیٰ
سیّدنا عبداللہ المحض
سیّدنا موسیٰ (الجون)
سیّدنا عبداللہ
سیّدنا موسیٰ ثانی
سیّدنا داؤد
سیّدنا محمد
سیّدنا یحییٰ زاہد
سیّدنا عبداللہ
سیدنا ابی صالح موسیٰ
(والد غوث اعظم)

حضرت حسین
حضرت زین العابدین
سیّدنا محمد باقر
سیّدنا جعفر صادق
سیّدنا علی عریضی
سیّدنا محمد
سیدنا ابوعلاء الدین
سیّدنا ابوکمال
سیّدنا عبداللہ
سیّدنا ابوطاہر
سیّدنا محمد
سیّدنا ابوجمال
ابوعبداللہ صومعی
سیّدنا ام الخیر
(والدہ غوث اعظم)

سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

والدین کا تقویٰ

ایک مرتبہ سید ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نوجوانی کے عالم میں شہر سے باہر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ ناگاہ قریب ہی بہتی ہوئی ندی میں تیرتے ہوئے ایک "سرخ سیب" پہ آپ کی نگاہ پڑی۔ لپک کر اُسے اٹھا لیا۔ بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا۔ اُسی وقت کاٹ کر نوش فرمایا۔ بعد میں خیال آیا کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا تھا؟ اور نہ جانے کس باغ سے ٹوٹ کر ندی میں بہہ کر آ گیا تھا؟ آپ کے تقویٰ پر یہ بات سخت گراں گزری۔ مالک کی اجازت کے بغیر سیب کھا لینے کی غلطی نے دل پریشان کر دیا۔ فوراً اُلٹے پاؤں آپ اس ندی کے کنارے کنارے واپس ہوئے۔ کئی میل چلنے کے بعد آخر آپ ایک باغ کے قریب پہنچے۔ جس کے اندر سے سیب سرخ کی شاخیں ندی پہ جھکی ہوئی تھیں۔ صورت حال سمجھ میں آ گئی۔ باغ کے اندر تشریف لے گئے تو باغ کے مالک سے ملاقات ہوئی۔ جن کا نام نامی حضرت سیدنا عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جو بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ صالح نوجوان کی زبانی جب انہوں نے معافی کی یہ انوکھی کہانی سُنی تو جوانی کے عالم میں زُہد و تقویٰ کی یہ نشانی دیکھ کر حضرت صومعی کو بڑی خوشی ہوئی۔ صالح نوجوان سے شجرۂ نسب معلوم کیا تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تک نورٌ علیٰ نور پایا۔ مسکرا کر فرمایا:

"صاحبزادے! بغیر اجازت سیب کھا لینے کی معافی اسی صورت ممکن ہے کہ تم میری معذور بیٹی سے شادی کر لو! جو آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، منہ سے گونگی اور پیروں سے لُنجی ہے۔"

سید ابو صالح شش و پنج میں پڑ گئے آخر "احساسِ تقویٰ" سے مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا۔

Marfat.com

نکاح کے بعد انہوں نے جب اپنے حجلہ عروسی میں قدم رکھا۔ تو ماحول کو ایک صحیح و سالم نورانی صورت سے منور پایا۔ گھبرا کر آپ اُلٹے پاؤں واپس ہوئے کہ شاید یہ کوئی نامحرم لڑکی آگئی ہے۔ اُسی وقت خسرِ محترم کے پاس پہنچ کر اپنی پریشانی بیان کی تو حضرت سیدنا عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مبارک ہو۔ وہ تمہاری ہی زوجہ مطہرہ ہے۔

"میں نے تو اُسے اس لیے اندھی کہا تھا کہ اس نے کبھی کسی غیر محرم پر نظر نہ ڈالی۔ بہری اس لیے کہا کہ اس نے کوئی گندی بات آج تک نہ سُنی۔ گونگی اس لیے کہ اس نے کبھی بدکلامی نہ کی۔ اور لنجی اس واسطے کہا کہ اس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا۔"

یہ تھیں حضرت سیدہ اُم الخیر فاطمہ، مشہور و معروف بزرگ سید عبداللہ صومعی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی۔ اور حضرت سیدنا ابو صالح موسے جنگی دوست علیہ الرحمہ کی زوجہ منکوحہ، یعنی سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ جو انتہائی نیک خصلت پاکیزہ فطرت اور باکرامت خاتون تھیں۔

منظہرِ ذات کے منظہر ہیں سراپا بقدم
نور ہیں نور کی اولاد ہیں غوث الاعظم

ولادت شریف

گل باغِ علی ہو، ثمرۂ نخلِ حسینی ہو — حسن کے تم ہو برخوردار یا محبوبِ سبحانی
زمرد ہو حسن کے لعل ہو کانِ حسینی کے — علی کے ہو دُرِ شہسوار یا محبوبِ سبحانی

حضرت پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کی ولادت شریفہ یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء کو ایران کے اندر "بحیرۂ خزر" (کیسپین سی) کے جنوبی ساحل پر واقع قصبہ گیلان (جیلان) میں ہوئی یہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کا دورِ حکومت تھا۔

Marfat.com

اس وقت تک ہندوستان میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کو وصال کئے ہوئے پانچ سال گزر چکے تھے۔

آپ کی ولادت کی رات آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح نے دیکھا۔

آمد آمد اُس سراپا جانِ محبوبی کی ہے
راہ میں آنکھیں بچھائیں گھر کی آرائش کریں

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ پورا مکان غیبی انوار سے روشن ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر فرمایا:

"اے ابو صالح! مبارک ہو! آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تجھے وہ فرزند عطا ہوا ہے جو شیخِ اعظم اور قطبِ زماں ہوگا۔ وہ اللہ کا محبوب اور میرا لختِ جگر ہے۔"

بہار رباعِ یزدانی کے صدقے
رسول اللہ کے جانی کے صدقے (بیدم وارثی)

ولادت کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے مطلق دودھ نہ پیا، حتیٰ کہ یوں ہی سارا دن گزر گیا۔ آخر کار مغرب کی اذان ہوئی تو افطار کے وقت آپ نے بھی دودھ پی لیا۔ چنانچہ ساری بستی میں مشہور ہوگیا کہ سادات کے گھر میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان شریف میں سارے دن دودھ نہیں پیتا۔[1]

غوثِ اعظم متقی ہر آن ہیں!
چھوڑ اماں کا دودھ بھی رمضان میں

---

[1] طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۶۔ قلائد الجواہر ص ۳۔ نفحات الانس فارسی ص ۱۵۱۔ ۳۵۳۔

Marfat.com

اور پھر اخیر رمضان میں بستی کے مسلمانوں کے اندر عید کے چاند کے متعلق جب اختلاف پیدا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ سیدنا ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے معلوم کرو۔ ان کے شیر خوار بچے نے اگر دودھ نہیں پیا تو روزہ ہے اور اگر دودھ پیا ہے، عید ہے۔ گویا کہ آپ شروع ہی سے ہدایت کے نور کا روشن مینار تھے۔

مثلِ خورشید وہ جب جلوہ نما ہوتا ہے
ہر طرف محفلِ انوار بپا ہوتا ہے

بچپن اور لڑکپن

سیدنا پیران پیر کی ولادت شریفہ اس وقت ہوئی جب کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا سن مبارک ساٹھ برس ہو چکا تھا اور نعمت اولاد کی توقع باقی نہ رہی تھی۔ اس طرح حضرت کی ولادت شریفہ بھی فضلِ خداوندی کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔

آپ کا پورا خاندان، نورِ نبوت سے منور تھا۔ آپ کے والدین علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب تھے چنانچہ آپ کی سب سے بڑی تربیت گاہ خود آپ کا گھر تھا۔ آپ نے والدین ہی سے قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم بھی پائی اس کے بعد جیلان کے مدرسہ میں داخل کر دیے گئے۔

آپ جب کبھی بچپن میں کوئی کھیل کھیلنے کا ارادہ فرماتے تو غیب سے آواز آتی اِلَیَّ یَا مُبَارَكُ (یعنی اے برکت والے میری طرف آ) [۱]

اس لیے آپ دیگر لڑکوں کے ساتھ کبھی کسی فضول کھیل میں شامل نہ ہوتے۔ ایک روز آپ باہر نکلے تو گلی میں چھوٹے چھوٹے لڑکوں نے روک کر آپ کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے مجبور کیا جس کو آپ نے قبول کر کے فرمایا "اچھا میں کہوں گا لَآ اِلٰہَ اور تم سب

---

[۱] قلائد الجواہر ص ۹

Marfat.com

اِلّا اللّٰہ۔

چنانچہ آپ کے اس نرالے کھیل سے گلی کوچوں میں کلمہ طیبہ کا ذکر شروع ہو گیا جس سے درو دیوار گونج اٹھے۔ بستی والے بچوں کے اس نرالے کھیل کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ پڑھنے کے لیے مکتب تشریف لے جاتے تو آپ کے ہمراہ فرشتے چلتے اور کہتے "اس ولی اللہ کو بیٹھنے کی جگہ دو"۔[۱]

چونکہ آپ کی قوتِ حافظہ بہت تیز تھی اور آپ فطری طور پر بہت ذہین تھے۔ اس لیے علم کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کرنے لگے۔ لیکن ابھی آپ نے زندگی کی چند بہاریں دیکھی تھیں کہ اچانک ۴۸۱ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ لیجیے اس طرح پیارے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یتیمی کی سُنت بھی پوری ہو گئی۔ حضرت سیدہ ام الخیر فاطمہ کی مانگ اجڑ گئی۔ اگر کوئی اور ماں ہوتی تو ہمت ہار دیتی مگر انہیں تو صبر و استقامت کی دولت حضرت خاتونِ جنت سے ورثہ میں ملی تھی۔ لہٰذا آپ اپنے دُرِّ یتیم کا مستقبل سنوارنے میں مشغول ہو گئیں۔ عظیم ماں کی نگرانی میں سیدنا غوث پاک نے تقریباً سترہ سال تک جیلان ہی میں دینی تعلیم حاصل کی۔ لیکن اس سے آگے اعلیٰ تعلیم کا جیلان میں کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لیے اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ نے بغداد جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ سن کر آپ کی والدہ ماجدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ بہت ضعیف ہو چکی تھیں، عمر شریف بھی اٹھتر سال کے قریب پہنچ چکی تھی۔ سوچ رہی تھیں کہ اب جیتے جی تو اپنے لختِ جگر کو دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔ چنانچہ تڑپ کر سینے سے لگایا اور فرمایا۔ اب قیامت کے روز ملاقات ہو گی۔ یہ کہتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے لختِ جگر کو خدا کے سپرد فرمایا اس وقت الوداع کہتے ہوئے آپ نے نصیحت فرمائی:

"اے عبد القادر! کبھی جھوٹ نہ بولنا"۔[۲]

---

[۱] بہجۃ الاسرار ص ۱۴۔ قلائد الجواہر ص ۹۔

[۲] بہجۃ الاسرار ص ۸۷۔ نزہۃ الخاطر ص ۳۳۔ قلائد الجواہر ص ۹۰۸۔ نفحات الانس فارسی ص ۳۵۱۔

Marfat.com

عارفہ وصادقہ ماں کی یہ نصیحت اگرچہ بہت مختصر تھی مگر اس میں تمام دنیا کی نصیحتیں سمٹ آئی تھیں شفیق ماں کی نصیحت پر سعادت مند بیٹے نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور بغداد روانہ ہوگیا۔

آپ کا قافلہ جب ہمدان کے قریب پہنچا تو کمین گاہوں میں چھپے ہوئے ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ یہ قوی ہیکل ڈاکو تھے جو سروں پر مضبوط پشم کی پوستین اوڑھے بڑے خوفناک نظر آرہے تھے۔ اپنے چمکدار نیزے فضا میں لہرا لہرا کر سہمے ہوئے مسافروں کو لوٹ رہے تھے۔ چنانچہ ایک ڈاکو آپ کے پاس بھی آیا اور گرجدار آواز میں بولا "لڑکے کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟" آپ نے بے خوف وخطر سچ سچ بتا دیا "ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں!"

لیکن ڈاکو کو اتنے چھوٹے لڑکے کے پاس اتنی بڑی رقم کا یقین نہ آیا۔ چنانچہ وہ آپ کو اپنے سردار "احمد بدوی" کے پاس لے گیا۔ سردار نے جب صورتِ حال معلوم کی تو آپ نے صاف صاف بتا دیا "میری صدری کے استر کے نیچے چالیس دینار سلے ہوئے ہیں!"

جب صدری کو ادھیڑ کر دیکھا گیا تو واقعی پورے چالیس دینار نکلے۔ اس پر سردار نے پوچھا:

"لڑکے کیا تمہیں لُٹ جانے کا خوف نہ آیا جو مجھے اپنی رقم کا پتہ سچ سچ بتا دیا؟"

اس وقت سیدنا غوث پاک نے فرمایا:

"جب میں علم دین حاصل کرنے کے لیے اپنے گھر سے رخصت ہونے لگا تو مجھے میری ضعیف والدہ نے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا والدہ صاحبہ کی نصیحت کے مقابلے میں چالیس دینار کی کیا حقیقت ہے؟"

آپ کے منہ سے یہ کلماتِ حق سن کر سردار رو پڑا۔ اور کہنے لگا:

"اے لڑکے۔ شاباش! کہ تو نے اپنی ماں کا وعدہ یاد رکھا۔ اور لعنت ہے مجھ پر کہ میں

Marfat.com

اپنے رب کا وعدہ بھول گیا۔"

یہ کہہ کر سردار احمد بدوی نے ڈاکہ زنی سے توبہ کی اور لوٹا ہوا مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر باقی ڈاکوؤں نے کہا:

"اے سردار! رہزنی میں ہمیشہ ہم تیرے ساتھ رہے۔ اب توبہ میں بھی ہم تیرے ساتھ ہیں۔"

اس طرح سب کے سب ڈاکو آپ کے سچ بولنے کی برکت سے توبہ کر کے پکے سچے مسلمان بن گئے۔ [1]

رہزن بھی بن گئے ابدال چشم فیض سے
باعثِ تزئینِ عالم ہے نظامِ غوثِ پاک

اعلیٰ تعلیم و تربیت

جیلان سے یہ چار سو میل کا لمبا سفر اور دشوار گزار راستہ طے کر کے آپ ۴۸۸ھ/۱۰۹۵ء میں بغداد پہنچے۔ یہ عباسی خلیفہ مستظہر باللہ عباسی کی خلافت کا دور تھا۔ یہاں کوشش کر کے آپ "مدرسۂ نظامیہ" میں داخل ہو گئے جو اپنے دور کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی تھی۔ وہاں عالم اسلام کے قابل ترین اساتذہ پڑھایا کرتے تھے۔ مگر مشکل یہ تھی کہ بغداد اُس دور کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہر تھا۔ جہاں اخراجات کی بھرمار تھی اور آپ کے پاس صرف وہی چالیس دینار تھے۔ جو چند مہینے میں ختم ہو گئے۔ آخر فاقہ کشی تک نوبت پہنچی۔ آپ فاقوں پر فاقے کرتے رہے مگر صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ آخر فصل کٹائی کا زمانہ آگیا۔ اس زمانہ کا دستور تھا کہ ہر فصل کٹنے کے موقع پر مدرسہ کے کچھ طالب علم قریبی گاؤں "یعقوبہ" جا کر وہاں کے زمینداروں سے اناج مانگ لاتے تھے۔ اس بار طالب علموں نے ضد کر کے آپ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ چنانچہ جب آپ اُن سب طالب علموں کے ساتھ "یعقوبہ" پہنچے تو وہاں کے مشہور بزرگ شریف یعقوبی نے

---

[1] قلائد الجواہر ص ۹۔ نفحات الانس ص ۵۲-۳۔ نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۳۲۔ صفینۃ الاولیاء ص ۶۳

آپ کی روشن پیشانی پر آثار سعادت دیکھ کر فرمایا:

"بیٹے طالبانِ حق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ غلّہ مانگنا تمہارے شایانِ شان نہیں"

صاحب شکر و قناعت، بندۂ صبر و رضا
فقر میں بھی لوٹتے ہیں بادشاہی کے مزے

خیرات نہ مانگنے کی یہ نصیحت اس وقت آپ کے دل میں ایسی بیٹھی کہ عمر بھر آپ دوسروں کو بھی سوال کرنے سے منع کرتے رہے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے

غرض کہ آٹھ سالہ اس تعلیمی دور میں آپ نے تنگدستی اور فاقہ کشی کی ایسی ایسی سخت مصیبتیں برداشت کیں کہ اگر ان کو بیان کیا جائے تو پتھر کا کلیجہ بھی پھٹ جائے۔

خود آپ کا ارشاد گرامی ہے:

"طالب علمی کے دور میں ایسی ہولناک سختیاں میں نے جھیلیں ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا جب ہر طرف سے مجھ پر مصیبتیں ٹوٹنے لگتیں تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور پڑھنے لگتا: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے)"۔ لہ

ستم ہو یا کرم دونوں کو یکساں وہ سمجھتا ہے
سرِ عاشق درِ جاناں پہ خم یوں بھی ہے اور یوں بھی

لہ قلائد الجواہر ص ۱۰۔ طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۶۔

Marfat.com

یوں طرح طرح کی مصیبتیں سہتے ہوئے اور فاقوں پر فاقے کرتے ہوئے آپ علم دین حاصل کرتے رہے۔

مگر اسی دوران مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ ملک میں قحط پڑ گیا۔ قحط اس قدر سخت تھا کہ لوگ درختوں کے پتے تک چاٹ گئے۔ حضرت بھی سبزے کی تلاش میں دریائے دجلہ کے کنارے جاتے مگر وہاں پہلے ہی لوگوں کا ہجوم ہوتا۔ چنانچہ آپ صبر کر کے واپس چلے آتے کیونکہ پیٹ بھرنے کے لیے لوگوں سے چھیننا، جھپٹنا آپ کو پسند نہ تھا۔ فاقوں پر فاقے کرنے سے آپ کا چہرہ زرد اور جسم لاغر ہو گیا تھا۔ اسی حال میں ایک بار آپ بغداد کے محلے "قطیعہ شرقیہ" سے گزر رہے تھے کہ کسی بندۂ خدا نے آپ کو ایک پرچۂ خیرات دیا جسے دکھا کر آپ نے بازار سے نان و حلوہ حاصل کیا۔ ابھی اسے کھانے کے لیے ایک ویران مسجد میں داخل ہوئے ہی تھے کہ وہاں ایک اور پرچہ نظر پڑا جس پر لکھا تھا:

"خدا کے شیر دنیا کی لذات سے بے نیاز ہوتے ہیں۔"

اسی وقت آپ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور اسے غیبی فرمان سمجھ کر سارا نان و حلوہ خیرات کر دیا۔ اور خود فاقے کرنے لگے۔

اس خوفناک قحط کی خبر دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ جب آپ کی والدہ نے اس جان لیوا قحط کی خبر سنی تو کلیجہ منہ کو آیا۔ اپنے نورِ نظر کو امداد پہنچانے کے لیے بے قرار ہو گئیں۔ اُدھر آپ فاقوں پر فاقے کر رہے تھے اور نڈھال ہو کر ایک مسجد میں پڑے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں دم آ چکا تھا۔ اتنے میں آپ نے دیکھا کہ ایک عجمی نوجوان کہیں سے بھنا ہوا گوشت روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ آپ کو وہاں دیکھ کر اس شخص نے ضد کر کے آپ کو بھی کھانے میں شریک کر لیا۔ کھانے کے بعد جب باتیں ہوئیں تو یہ معلوم کر کے کہ آپ جیلان کے رہنے والے ہیں وہ شخص بولا:

"میں بھی جیلان کے رہنے والا ہوں اور طالب علم عبدالقادر کی تلاش میں ہوں۔"

Marfat.com

جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ آپ ہی عبد القادر جیلانی ہیں۔ تو وہ بے قرار ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عاجزی سے کہنے لگا:

"بھائی جان! معاف کیجیے میں نے آپ کی امانت میں خیانت کی ہے۔ آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ آپ کو آٹھ دینار بھیجے تھے میں نے بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے اس عرصہ میں میرا بھی جیب خرچ ختم ہو گیا۔ آخر فاقے سے مجبور ہو کر میں نے آپ کی امانت سے یہ نان گوشت خریدا جو آپ نے اور میں نے کھایا۔ اس طرح آپ نے تو اپنا ہی کھانا کھایا مگر میں آپ کا مہمان بنا۔ خدارا آپ میرا قصور معاف فرما دیجیے!"[1]

غرض کہ انہی فاقہ مستیوں کے ساتھ ساتھ علم حاصل کرنے کا حوصلہ بھی پروان چڑھتا رہا۔ آخر کار "مدرسہ نظامیہ" میں آپ کی آٹھ سالہ طالب علمی کا سخت ترین دور ختم ہوا اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب آپ کے سرِ اقدس پر دستارِ فضیلت سجائی گئی۔ اس طرح علوم دینیہ میں آپ کامل ہو گئے۔

---

[1] قلائد الجواہر ص ۹۔۱۰۔ طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۹۔ جامع کرامات الاولیاء ج ۲ ص ۲۰۲۔ محفل نامہ گیارہویں شریف ص ۵۵، ۵۶۔

شیوخ اور اساتذہ

(۱) ابو زکریا یحییٰ بن علی بن الخطیب التبریزی (۲) ابو الوفا علی بن عقیل البغدادی (۳) ابو بکر احمد بن المظفر (۴) ابو غالب محمد بن حسن الباقلانی (۵) الشیخ حماد الدباس (۶) القاضی ابو سعید مبارک بن علی المخرمی الحنبلی (۷) شیخ ابو الخطاب الکلوذانی (۸) ابو البرکات طلحہ العاقولی (۹) ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون (۱۰) ابو عثمان اسماعیل بن محمد اصبہانی (۱۱) ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد (۱۲) ابو منصور عبد الرحمٰن القزاز (۱۳) ابو بکر بن مظفر (۱۴) ابو الغنائم بن بنان (۱۵) ابو محمد جعفر السراج (۱۶) ابو طالب بن یوسف (۱۷) ابو سعید بن حبیش

ان کے علاوہ ان علماء کرام کی تعداد بے شمار ہے جن سے آپ نے فقہ حدیث، تفسیر کلام اور دیگر علوم دینیہ حاصل کیے۔

Marfat.com

مُرشدِ کامل کی تلاش

مجھے دونوں جہاں کا راج مل جائے جو ہاتھ آئے
تمہارے در کی دربانی، محی الدین جیلانی! (بیدم وارثی)

یہ عجیب بات تھی کہ ظاہری علوم سے آراستہ پیراستہ ہو کر بھی آپ کی بے قرار طبیعت کو سکونِ قلب نصیب نہ ہوا۔ دماغ روشن ہو گیا تھا مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ کتابیں تو ہر شخص چاٹ سکتا ہے مگر اس طرح عشقِ الٰہی کی دولت نہیں پا سکتا۔ عرفانِ الٰہی تو اہلِ دل کا حصہ ہوا کرتا ہے چنانچہ شروع میں آپ کچھ گھبرائے۔ سوچا کہ بغداد چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ لیکن کہاں جائیں۔ اس عرصہ میں والدہ محترمہ اللہ کو پیاری ہو چکی تھیں اس لیے وطن میں آپ کے لیے کوئی کشش باقی نہیں رہی تھی۔ چنانچہ اب آپ کا فطری سوز و گداز کسی 'عارفِ کامل' کی تلاش میں رہنے لگا۔ اس وقت شہرِ بغداد فتنہ و فساد کی آماجگاہ اور لہو و لعب کی کمین گاہ بنا ہوا تھا۔ یہاں کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہ تھی۔ آخر ان بیہودہ ہنگاموں سے دل برداشتہ ہو کر ایک دن کلامِ پاک بغل میں دبایا اور بغداد چھوڑ کر صحرا کا رستہ لیا۔ ابھی تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ کسی غیبی طاقت نے آپ کے پاؤں پکڑ لیے۔ آواز آئی:

"عبدالقادر! یہاں سے مت جا۔ خلقِ خدا تجھ سے فیض پائے گی۔"

آپ نے فرمایا:

"مجھے خلقِ خدا سے کیا واسطہ؟ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی چاہیے!"

آواز آئی:

نہیں! نہیں! تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تمہارے دین کو کوئی نقصان

Marfat.com

نہ پہنچے گا۔"

اس طرح آپ بغداد چھوڑنے سے باز رہے مگر ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرتے رہے:
کہ" اے اللہ تعالیٰ کسی پیرِ کامل سے ملا دے جو میری پوری پوری رہنمائی کر سکے"۔ غرضکہ ایسے ہی خیالات میں غرق ایک روز آپ بغداد کے ایک کوچے سے گزر رہے تھے کہ کسی شخص نے اپنے مکان کا دریچہ کھول کر کہا:

"اے عبد القادر! کل کہاں جا رہے تھے؟"

پلٹ کر دیکھا تو وہ نور کا ہیولا چھپ چکا تھا۔ اچانک یہ سوال سُن کر آپ کو سخت حیرت ہوئی آخر آپ سمجھ گئے کہ یہ کوئی پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ چنانچہ آپ اُن کی تلاش میں رہنے لگے۔ آخر ایک دن آپ نے انہیں پا ہی لیا۔

یہ تھے "شیخ حماد بن مسلم" بغداد کے اہلِ دل حضرات کا مرجع خاص!۔
شیخ کو دیکھتے ہی آپ اُن سے لپٹ گئے۔ انہوں نے بھی بڑی شفقت فرمائی۔ اور اپنی محفل میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ مگر بعد میں بڑی بے رُخی دکھانے لگے۔ آخر ایک دن تو فرمانے لگے:

"تم تو مولوی ہو۔ درویشوں کے پاس بھلا تمہارا کیا کام؟ اب یہاں سے چلتے بنو!"

مگر جھڑکیاں کھانے کے باوجود آپ برابر شیخ کی محفل میں حاضر ہوتے رہے۔ شیخ ڈانٹ ڈپٹ کر کے آپ کی اصلاحِ نفس کرتے رہتے۔ ایک دن شیخ نے محسوس کیا کہ دوسرے اہلِ محفل بھی آپ پر لعن طعن کرتے ہیں۔ اس پر شیخ نے اہلِ محفل کو سخت لہجہ میں فرمایا:

"نادانو تمہیں کیا معلوم کہ عبد القادر، آفتاب بن کر تمام جہان میں چمکنے والا ہے اور تم اس کے مقابلے میں چراغوں کی طرح ٹمٹما کر رہ جاؤ گے۔ یہ اس کی ریاضت کا زمانہ ہے۔ میں تو اس کی تربیتِ نفس کی خاطر ایسا سخت رویہ اختیار کرتا ہوں مگر تمہیں کسی طرح حق نہیں پہنچتا کہ عبد القادر کو کچھ کہو!"

Marfat.com

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقاتوں نے آپ کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ کو خوب بھڑکایا۔ آخر مشاہدۂ حق کے شوق نے آپ کو سخت مجاہدوں پر اکسایا۔ چنانچہ محلہ کرخ کے ایک ویران مکان کو آپ نے اپنی چلّہ گاہ بنایا۔ بارہ ۱۲ برس تک مسلسل آپ یہاں چلہ کشی کرتے رہے۔ اس دوران تمام دن روزے سے رہتے۔ شام کو دریائے دجلہ کے کنارے چلے جاتے۔ جہاں پر اگے ہوئے ساگ پات سے آپ افطار فرماتے۔ اب آپ پر ہر وقت ایک خاص کیفیت طاری رہنے لگی۔ بعض اوقات تو ایسی محویت طاری ہوتی کہ لوگ آپ کو مردہ سمجھ کر کفن دفن کا انتظام شروع کر دیتے۔ بعد میں آپ کلمہ طیبہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھتے۔ ایک دفعہ تو آپ پر جوش و مستی کا ایسا عالم طاری ہوا کہ آپ دوڑتے ہوئے بغداد سے سینکڑوں میل دور "تُستر" کے مقام تک پہنچ گئے۔ غرضکہ اس طرح پچیس سال تک آپ عشقِ الٰہی میں سرشار عراق کے جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے۔ زندگی کے پہلے دور میں عشقِ الٰہی کی جو چنگاری آپ کے دل میں سلگ رہی تھی وہ بھڑک کر اب پوری طرح شعلہ بن چکی تھی۔ جو کام آپ کو بعد میں انجام دینا تھا اس کے لیے بھی ضروری تھا کہ آپ کشف و وجدان کی منزلوں کو سر کر لیں۔ باطنی قوتوں سے مسلح ہو کر جب میدانِ عمل میں آئیں تو شیطانی قوتوں کا مقابلہ کامیابی سے کر سکیں۔ ادھر ابلیسی قوتوں نے جب آپ کی روحانی ترقی دیکھی تو غصّہ سے بھنا اُٹھیں۔ انہیں اپنی موت سامنے نظر آنے لگی چنانچہ اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ وہ حضرت کے ایمان و عمل کے منارۂ نور سے ٹکرا گئیں۔[1]

شیطان سے مقابلہ

باطل کی قہر سامانیوں سے نپٹنے کے لیے قدرت نے آپ کی خاص طریقہ پر تربیت فرمائی تھی۔ باطنی قوتوں اور روحانی اسلحہ سے آراستہ کر کے قدرت نے آپ کو میدانِ عمل میں بھیجا تھا۔ ہر چند کہ آپ کو حق کے راستے سے ہٹانے کے لیے ابلیسی طاقتیں حملہ آور ہوتی رہتی تھیں مگر آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت

---

[1] طبقات الکبریٰ ج ۱، ص ۱۲۹، جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۲۰۲۔ قلائد الجواہر ص ۱۰۱۔

Marfat.com

سے محفوظ رہتے تھے۔ آخری بار آپ نے یہ دیکھا کہ ابلیس زمین پر بیٹھا آہ و زاری کر رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے۔ آپ کو دیکھ کر بولا:

"اے عبدالقادر۔ تو نے تو مجھے بالکل ہی مایوس کر دیا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اے شیطان ملعون۔ میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔"

اس نے کہا:

"یہ بات تو میرے لیے اور بھی سخت ہے۔"

اس کے بعد شیطان نے آپ کے چاروں طرف مکر کے جال اور فریب کے پھندے پھیلا دیے اور بولا کہ "یہ دنیا کے جنجال ہیں جو میں تجھ جیسے اللہ والوں کے آس پاس پھیلا دیتا ہوں ان میں پھانس کر انہیں زیر کر لیتا ہوں۔"

روایت ہے کہ آپ ایک سال تک ان شیطانی پھندوں کو توڑنے میں مشغول رہے شیطان کا سب سے بڑا حملہ آپ پر نہایت حیرت انگیز طریقہ پر ہوا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ عبادت میں مشغول تھے کہ زمین سے آسمان تک تیز روشنی پھیل گئی۔ اور پھر اس روشنی میں سے ایک صورت ظاہر ہوئی جس نے بڑی گرجدار آواز میں آپ سے کہا:

"اے عبدالقادر۔ میں تیرا رب ہوں تیری عبادت و ریاضت سے خوش ہو کر میں نے تجھ پر فرائض کو معاف کر دیا اور حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ لہذا اب جو چاہے سو کر۔"

غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس عالی مرتبہ کے عمر بھر عبادت کے پابند رہے۔ ان کو عبادت کی تکلیف سے معافی نہ ملی۔ تو اور کوئی اس سے کیونکر آزاد ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

اس لیے میں نے لَاحَول پڑھا تو وہ روشنی فوراً غائب ہو گئی اور اندھیرا پھیل گیا وہ شکل جو ظاہر ہوئی تھی دھواں بن گئی۔ پھر اس سے آواز آئی:

"اے عبد القادر! تیرے علم نے تجھ کو بچا لیا۔"

جاتے جاتے شیطان کا آپ پر یہ آخری وار تھا جس کا آپ نے فوری جواب دیا کہ:

"اے مردود! علم نے نہیں بلکہ مجھے تو میرے مولا کی رحمت نے بچایا ہے۔"

یہ سن کر ابلیس اپنا سر پیٹنے لگا کہ اب تو میں آپ سے قطعی مایوس ہو چکا ہوں۔ اور آیندہ آپ پر وقت ضائع نہ کروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا:

"دور ہو جا مردود! میں تیری کسی بات کا اعتبار نہیں کرتا اور ہمیشہ تیرے مکر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔"[۱]

پیر کامل سے بیعت

اپنے اس دور میں آپ نے بڑے سخت مجاہدے کیے۔ عبادت و ریاضت کا کوئی ایسا طریقہ نہ تھا جو سیّدنا غوث الاعظم نے اپنے اوپر لازم نہ کیا ہو۔ چنانچہ آپ نے بغداد کے باہر ایک ویران بُرج میں مسلسل گیارہ سال چلّہ کشی میں گزارے۔ آخری چلّے میں آپ نے عہد کر لیا تھا کہ میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گا جب تک کوئی اگر خود اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے گا۔ چنانچہ اس طرح مسلسل چالیس روز تک آپ نے کچھ نہ کھایا پیا۔ آخر کار شہر بغداد کے مشہور صاحب طریقت بزرگ قاضی القضاۃ شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے کھانا کھلایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"شیخ کے ہاتھ سے جو لقمہ میرے منہ میں پہنچتا تھا اس سے میرے دل میں نورِ معرفت پیدا ہوتا تھا۔"

---

[۱] طبقات الکبریٰ ج ۱، ص ۱۲۷۔ قلائد الجواہر ص ۲۰، ۲۱، ۲۱۔ بہجۃ الاسرار ص ۸۵، ۸۶۔

Marfat.com

اس کے بعد شیخ کے ہاتھ پر آپ نے بیعتِ طریقت کر لی۔ تزکیۂ نفس کی تمام منزلیں تو پہلے ہی طے ہو چکی تھیں۔ چنانچہ بہ کمالِ مہربانی شیخ نے اب اپنے ہاتھ سے خرقۂ ولایت پہنایا اور فرمایا:

"اے عبدالقادر۔ یہ خرقہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت کیا تھا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے۔"

سرکار غوث پاک نے جوں ہی اس خرقۂ مبارک کو زیب تن فرمایا۔ انوار و تجلیات کے سمندر امنڈ پڑے اور کیف و سرور کا عالم طاری ہو گیا۔

خرقۂ ولایت سے نواز کر شیخ نے ہدایت فرمائی کہ اب صحرا نوردی چھوڑ کر محراب و منبر کی رونق بڑھائیے۔ چنانچہ اس کے بعد شیخ نے انہیں خود اپنے مدرسے میں صدر المدرسین مقرر کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے شیخ کے مدرسہ ہی میں قیام اختیار فرمایا جہاں رات دن شیخ سے راز و نیاز کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ دین کی اشاعت و ترویج کا کام بھی خوب زور و شور سے ہوتا رہا۔[1]

کرتے ہیں اس طریق سے ہم طے رہِ سلوک
سر اُس کے آستاں پہ قدم رہ گزر میں ہے

درس و تدریس

قادری جام سے پی آج مدینہ کی شراب
میرِ میخانۂ بغداد ہیں غوث الاعظم

---

[1] طبقات الکبریٰ ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۲۹۔ قلائد الجواہر ص ۴، ۳۸۱۔ جامع کرامات الاولیاء ج ۲، ص ۲۰۲۔

Marfat.com

آپ کے صدر مدرس ہونے کے بعد ہزاروں طلباء پروانوں کی طرح مدرسہ میں جمع ہو گئے یہاں آپ روزانہ چودہ علوم کا درس دیتے تھے۔ اس طرح آپ کے بے شمار شاگرد فارغ التحصیل ہو کر تمام عالم اسلام میں پھیل گئے اور ہر طرف اسلامی تعلیمات کا نور پھیلنے لگا۔ حضرت نے پورے بیس برس یعنی ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک علوم دینیہ سے لوگوں کو مستفیض فرمایا۔[۱]

اس سے پیشتر کہ اللہ پاک نے آپ کو تاج ولایت پہنایا۔ آپ علم ظاہر کے آفتاب بن کر چمک رہے تھے۔ آپ کے دل و زبان سے علم و حکمت کے نورانی چشمے ابل رہے تھے۔ آپ اپنے مدرسے میں درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ تمام دنیائے اسلام سے آپ کے پاس استفتاء آیا کرتے تھے جن پر آپ کی آخری رائے طلب کی جاتی تھی۔ آپ نے ایک رات بھی ایسی نہ گزاری جس رات آپ کے پاس ایسے دینی سوالات نہ آئے ہوں اور ان پر آپ نے غور نہ کیا ہو اور پھر ان پر آپ نے اپنی رائے ثبت نہ کی ہو۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو پڑھایا کرتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قراتوں کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا سکھایا کرتے تھے۔

مختلف مدارس کے طلباء جو مختلف علوم میں تحصیل کر کے آتے وہ بھی آپ کے کثرت علوم سے فائدہ اٹھاتے۔ اس کے علاوہ جید علماء کرام، فقہاء عظام بھی آپ کے حلقہ درس میں جمع ہوتے تھے۔ آپ کے حلقہ سے علم و عمل کے منتہی استفادہ کرتے تھے۔

آپ کے شاگردوں کو اللہ پاک نے آپ کے فیض سے قول و فعل اور تصنیف و تالیف میں بڑی مدد دی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ اس طرح آپ کی آواز آفاق عالم میں نشر ہونے لگی۔ حتیٰ کہ تمام مخلوق آپ کے کمال کا اعتراف کرنے لگی۔[۲]

---

[۱] طبقات الکبریٰ ج ۱، ص ۱۲۷۔ قلائد الجواہر ص ۶، ۳۸

[۲] طبقات الکبریٰ ج ۱، ص ۱۲۷۔ بہجۃ الاسرار۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۱۷، ۱۵ مطبوعہ دیوبند۔ قلائد الجواہر ص ۱۸، ۳۸۔

Marfat.com

اپنے وقت کے عارفانِ کامل شیخ بقا بن بطو، شیخ علی بن الہیتی اور شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے مدرسہ عالیہ کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے تھے [1]

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث الاعظم

مزید یہ کہ آپ کے مدرسے کی گھاس کھانے اور مدرسے کے کنوئیں کا پانی پینے کی برکت سے بغداد والوں کو طاعون کی وبا سے شفائے کلی حاصل ہوئی [2]

آپ کے دور کے بڑے بڑے علما و مشائخ جب آپ کی خانقاہ پر حاضر ہوتے تو چوکھٹ کو چومتے [3]

بہ زمینے کہ نشانِ کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

ابن قدامہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے:

"میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر دین کی وجہ سے تعظیم ہوتے نہیں دیکھی" [4]

اللہ کی دین ہے جسے دے
میراث نہیں کسی کی نیک نامی

---

[1] تحفہ قادریہ ص ۷۶ ۔ بہجۃ الاسرار ص ۱۴۰ ۔

[2] تفریح الخاطر ص ۳۴ ۔ ۳۵ ۔

[3] بہجۃ الاسرار ص ۱۶۰ ۔

[4] تاریخ دعوت وعزیمت ، از ابوالحسن ندوی ص ۱۸۳ ۔

Marfat.com

رشد و ہدایت اور وعظ و نصیحت

اے عارفِ دیں عبد القادر   اے لوحِ وفا کے نقش جلی!
اے فقر کے سرکار تاج شہی   اے قطب جہاں ولیوں کے ولی!

(شاعر لکھنوی)

بیس سال تک آپ درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آخر ۱۴ شوال ۵۲۱ھ / ۱۱۲۷ء کی دوپہر کو آپ آرام فرما رہے تھے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

"بیٹا۔ عبد القادر! تم عوام کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟"

عرض کیا:

"آقائے دو جہاں! میں عجمی ہوں۔ فصحائے عرب کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟"

اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن آپ کی زبان مبارک میں لگایا۔ اور فرمایا: "اب جاؤ اور عوام کو وعظ و نصیحت کرو۔"

اس طرح آپ نے اس ابدی کمال کو چھو لیا جس کے لیے آپ کو قدرت کی طرف سے تیار کیا جا رہا تھا۔[1]

آپ جب خواب سے بیدار ہوئے تو ظہر کا وقت تھا۔ نماز ادا فرما کر آپ منبر پر تشریف

---

[1] سفینۃ الاولیا، ص ۴۶۔ اخبار الاخیار، فارسی ص ۱۸۔

Marfat.com

لے گئے اب جو آپ نے وعظ شروع کیا تو دریائے فصاحت امنڈنے لگا۔ حاضرین کے دل اثر و نفوذ سے پگھلے جا رہے تھے۔ پھر تو یہ عالم ہوا :

ع میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا

آپ کی مجلس وعظ میں بغداد کے نواحی علاقوں کے لوگ کشاں کشاں آکر کثیر تعداد میں شریک ہونے لگے۔ حتیٰ کہ آپ کی شہرت عراق سے نکل کر عرب و شام اور ایران تک جا پہنچی۔ سامعین کی کثرت کے سبب مدرسہ کے صحن میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہتی، لوگ سڑکوں پر بیٹھ جاتے۔ آخر کار آس پاس کے مکانات شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا۔ لیکن سامعین کی تعداد جب اس سے بھی زیادہ فزوں ہو گئی تو آپ کا منبر شہر سے باہر عید گاہ کے وسیع میدان میں رکھوا دیا گیا۔ آپ کی مجلس میں ایک ایک وقت میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئیں جو آپ کے مواعظ حسنہ کے لکھنے کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ ہزار سال بعد بھی آج ہمارے اس دور میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے تفصیلی وعظ اور مقالے کثرت سے کتابی صورت میں دستیاب ہیں۔ اُس وقت ستر ستر ہزار سامعین آپ کے وعظ سننے کے لیے موجود ہوتے تھے اور لطف کی بات یہ کہ آپ کی آواز نزدیک و دور سب کو یکساں طور پر سنائی دیتی تھی۔ تقریر کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے اور بے ہوش ہو جاتے تھے۔ بہت سے دیوانے ہو کر جنگل کو نکل جاتے اور کچھ لوگ تو تڑپ تڑپ کر مر ہی جاتے تھے۔ کبھی کبھی آپ کے وعظ کے وقت فضا سے رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ بعض اوقات حاضرین مجلس اپنے ہاتھ جب فرش پر رکھتے تو ان لوگوں پر پڑتے جو بظاہر نظر آتے تھے۔ اپنے دستور العمل کے مطابق آپ رشد و ہدایت کا کام بہر حال جاری رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر آپ کا کوئی بچہ بھی فوت ہو جاتا تو بھی آپ تبلیغ دین ترک نہ فرماتے۔ آخر کار لوگ جنازہ لے آتے تو آپ منبر سے اتر کر نماز جنازہ پڑھا دیتے۔

آپ کی مجلس میں دور کے لوگ بھی آپ کے وعظ سے ویسا ہی اثر لیتے تھے جیسے قریب

Marfat.com

والے۔ جب آپ منبر پر کھڑے ہوتے تو احتراماً حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے جب آپ حاضرین کو خاموش کرتے تو ساری مجلس پر سکوت طاری ہو جاتا کہ سانس کی آواز سنائی دیتی۔ نہ صرف عوام بلکہ بے شمار اکابر، مشائخ اور علماء آپ کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ نیز امراء وزراء اور خلیفہ تک آپ کی مجلس میں ادب سے سر جھکا کر بیٹھتے تھے۔ خطابت میں ایسا زور پایا تھا کہ آپ کی زبانِ مبارک سے واقعات سُن کر عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ ؎

حضرت ناصح چلو نہ اُس کی بزمِ ناز تک
یہ تو ہم خود بھی نہ سمجھے مبتلا کیوں ہو گئے

سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت و مقبولیت جب اس قدر بڑھ گئی تو ابو محمد مفرح بن شہاب شیبانی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ: "بغداد کے علماء و فضلاء کی ایک جماعت آپ کا امتحان لینے کی نیت سے آئی ان میں ایک سو فقیہ تھے جن پر اہلِ بغداد کو کامل اعتماد تھا۔ ابھی وہ سب آکر بیٹھے ہی تھے کہ

کہتے تھے کہ یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا
سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

معاً میں نے دیکھا کہ حضرت کے سینۂ مبارک سے نور پھوٹنا شروع ہوا جس کو دیکھتے ہی دیکھتے علماء وقت کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ حتیٰ کہ وہ سب دیوانے ہو کر چیخنے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔ انہوں نے اپنی پگڑیاں اتار کر پھینک دیں اور آپ کے قدموں پر اپنے سر رکھ دیے۔ مجلس میں اُن کی چیخ و پکار سے ایسا شور برپا ہوا کہ میں نے خیال کیا کہ زلزلہ آگیا ہے۔ آخر حضرت کو ان کی حالت زار پر رحم آیا۔ سب کو معاف فرمایا۔ پھر ایک ایک کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور بتایا کہ "تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے"۔ اس

؎ بہجۃ الاسرار ص ۲۵، ۴۰، ۴۶، ۴۴، ۹ ۔ تحفۃ القادریہ ص ۱۰۹ ۔ قلائد الجواہر ص ۵، ۸ ۔

Marfat.com

واقعہ سے سارے بغداد میں کہرام مچ گیا۔ جب علماء سے میں نے خود حقیقت حال معلوم کی تو انہوں نے بتایا کہ ہم جب مجلس میں جا کر بیٹھے تو ہمارا سارا علم سلب ہو گیا۔ اور جب آپ نے سینے سے لگایا تو علم کی روشنیاں واپس آگئیں۔ سوالات کے جو جوابات آپ نے مرحمت فرمائے وہ اس قدر مدلّل تھے کہ اس سے پیشتر ہمارے ذہن میں بھی نہ تھے"۔[1]

اس طرح آپ نے عقل کے ماروں کی جب اصلاحِ نفس کی اور بغداد کے عشرت کدوں کے سامنے جب معرفت وصداقت کی اذان دی تو عالمِ اسلام کی ساری فضا نعرۂ حق سے گونج اٹھی۔ ہوس کے پجاریوں پر عصائے غوثیت کا وار خالی نہ گیا۔ ہر طرف کھلبلی مچ گئی۔ لہو ولعب کی زندگی بسر کرنے والوں نے نور کے اس سیلاب کو دیکھا تو ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔

؂ چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کس نے پردے سے جھانکا ذرا خبر لانا

چنانچہ بغداد جو کچھ عرصہ پہلے سیہ کاری کے غلیظ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، ہدایت کا مینارۂ نور بن کر عوام الناس کی تمام تر توجہات کا مرکزِ خاص بن گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں کوئی یہودی یا نصرانی اسلام قبول نہ کرتا ہو یا کوئی گنہگار و بدکار قتل و غارت گری سے توبہ نہ کرتا ہو۔ آپ کے روحانی انوار کی تاثیر سے ایک لاکھ فاسق و فاجر راہِ راست پر آئے۔ ہزاروں بدمذہب داخلِ اسلام ہوئے۔ آپ کی زندگی ہی میں آپ کے مرید روحانیت کی مشعل لے کر عراق، شام، حجاز اور تمام عالم میں پھیل چکے تھے اور اپنے نورِ باطن سے دلوں کی دنیا جگمگا رہے تھے۔ اس طرح مسلسل نصف صدی تک آپ نے فیضِ روحانی لٹایا اور عالمِ اسلام کو منوّر فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دین میں از سرِ نو جان

---

[1] طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸۔ تفریح الخاطر ص ۵۱۔ قلائد الجواہر ص ۳۳۔ نزہۃ الخاطر ص ۶۸۔

Marfat.com

پڑ گئی اور وہ دوبارہ زندہ ہو گیا [1]

محی الدین

آں محی الدین حق، عین نبی، تلقین حق
عالم آئین حق شاہ عبدالقادر راست

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی و مدنی زندگی کے زمانہ تبلیغ کی سنت نورانی کے عین مطابق، حضرت غوث الاعظم کی تیئس سال میں ہر طرح کی ظاہری و باطنی تکمیل فرما کر اللہ پاک نے "محی الدین" کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

"محی الدین" کے معنی ہیں دین کو زندہ کرنے والا، مجددین کی فہرست میں ابتدا سے لے کر اب تک بہت سے حضرات کے اسمائے گرامی پائے جاتے ہیں۔ مگر "محی الدین" کا لقب کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ کے وجود مسعود سے اسلام کو بے حد تقویت پہنچی۔

چنانچہ ۵۱۱ھ کا یہ مشہور واقعہ تو زبان زد خاص و عام ہے۔ کہ ایک دن حضرت غوث الاعظم کہیں تشریف لیے جا رہے تھے کہ آپ نے راستہ میں ایک خستہ حال بوڑھے کو دم توڑتا دیکھ کر آپ نے سہارا دیا تو آناً فاناً صحت یاب ہو کر وہ جوانِ رعنا بن گیا۔ اور کہنے لگا کہ "میں آپ کے نانا کا دین ہوں آپ نے سہارا دے کر مجھے نئی زندگی بخشی ہے۔ آپ "محی الدین" ہیں۔

چنانچہ اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آپ جامع مسجد تشریف لے گئے وہاں جو شخص سب سے پہلے آپ کو ملا۔ اس نے دیکھتے ہی آپ کو "یا سید محی الدین" کہہ کر پکارا اور پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو چاروں طرف سے لوگ "محی الدین" کہتے ہوئے آپ کی دست بوسی کے لیے دوڑ پڑے۔ اس طرح بہت جلد دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ کی نورانی تعلیمات

---

[1] بہجۃ الاسرار ص ۹۲، ۴۴۔ قلائد الجواہر ص ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ صفینۃ الاولیاء ص ۴۲۔ اخبار الاخیار ص ۱۵

Marfat.com

سے دینِ اسلام میں واقعی جان پڑ گئی۔ چنانچہ سارے عالمِ اسلام میں آپ بالمتفقہ طور پر "محی الدین" تسلیم کر لیے گئے۔[1]

اسلام کی حیاتِ نو

دینِ اسلام کو نئی زندگی بخشنے کے سلسلے میں آپ کے شاندار کارنامے یادگارِ زمانہ ہیں جن کا اختصار درج ذیل ہے۔

شریعت اور طریقت کے اختلاف کا خاتمہ

عالمِ اسلام میں ایک عرصہ دراز سے "شریعت و طریقت" کا اختلاف چلا آرہا تھا۔ جس کے ختم ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ جس طرح بچے جوانوں کے جذبات کو نہیں سمجھتے اس طرح جو کامل درجہ کا مذہبی شعور نہیں رکھتے وہ اہلِ طریقت کی قلبی واردات کو نہیں سمجھ سکتے۔ چنانچہ اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ بس یہیں سے شریعت طریقت کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے جس کو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت بالغ نظری، اپنی اعلیٰ علمیت اور نورانی شخصیت کے زور سے دور کیا۔ یہ آپ کا لازوال و بے مثال کارنامہ ہے۔ اس سلسلے میں تاریخ آپ کا کوئی مدمقابل پیش نہیں کر سکتی۔ ہر چند کہ اپنی بڑھی چڑھی ہوئی روحانیت، اعلیٰ درجہ کی علمیت اور خاص و عام میں شہرت و مقبولیت سے فائدہ اٹھا کر کسی وقت بھی خود "امامِ وقت" ہونے کا دعویٰ کر سکتے تھے۔ لیکن آپ کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ اپنی تمام صلاحیتوں کے باوجود آپ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بھر تقلید کرتے رہے۔ اور پھر جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ حنبلی مسلک، شریعت کے ظاہری پہلو پر سختی سے عمل کراتا ہے۔ چنانچہ آپ شریعت کے ظاہری پہلو پر سختی سے عمل کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عالمِ اسلام میں کوئی ایک شخص بھی آپ پر "الحاد" کا الزام نہیں لگا سکتا تھا۔

---

[1] قلائد الجواہر ص ۵، نفحات الانس ص ۲۶۰، بہجۃ الاسرار ص ۵۴، ۵۵، خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۴، غبطۃ الادب ص ۱۶، نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۵۱۔

Marfat.com

اس کے علاوہ علم شریعت کے سب سے اعلیٰ منصب پر بھی آپ فائز تھے۔ اس لیے وقت کا کوئی بڑے سے بڑا مفتی آپ کے علم وعمل پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی نورانی شخصیت اہلِ طریقت کے لیے قدرتی ڈھال بن گئی۔ چنانچہ اب اہلِ شریعت آپ کے مریدوں پر بدعتی ہونے کا الزام نہیں لگا سکتے تھے۔ جس کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ اہلِ شریعت کے اعتراضات میں آہستہ آہستہ کمی آتی چلی گئی۔ انتہا یہ کہ انھوں نے صوفیائے کرام کو اپنا روحانی مرشد تسلیم کر لیا اور دوسری طرف یہ ہوا کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی پیروی میں اہلِ طریقت نے بھی ظاہر شریعت کا احترام اپنے اوپر لازم کر لیا۔ اس طرح آپ کی نورانی ذات کی برکات سے شریعت وطریقت کا اختلاف ختم ہو گیا۔ شریعت وطریقت کی ہم آہنگی دین وملت کی فلاح وبہبود کے لیے نہایت خوش آئند ثابت ہوئی۔

؎ اِن کا پیرو اک قدم ہٹتا نہیں اسلام سے
کس قدر مضبوط ومحکم ہے نظامِ غوثِ پاک

غوث الاعظم کے ذریعہ معتزلہ کی بربادی

فرقہ معتزلہ مسلمانوں کو "مادہ پرستی" کی ترغیب دے رہا تھا۔ وہ لوگ ہر بات میں عقل کا دخل روا رکھتے تھے اور فلسفہ پر پورا پورا بھروسہ کرتے تھے مگر

؎ فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں!

کے مصداق وہ نہیں سمجھتے تھے کہ بعض چیزیں ماورائے عقل وفہم بھی ہوا کرتی ہیں۔ خصوصاً روحانی کیفیات اور قلبی واردات کو تو عقل سے قطعی نہیں سمجھا جا سکتا۔ ذہنِ انسانی میں ہر حقیقت کی سمائی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ

ع جو حدِ عقل میں آئے خدا وہ ہو نہیں سکتا

یہی سبب تھا کہ علم کی آخری حدوں کو چھونے کے بعد بھی جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عقل کی

Marfat.com

رہنمائی کو ناقص پایا تو تسکینِ قلب کے لیے تصوف ہی کو رہنما بنایا۔ جس کے زور سے ان کی تحریروں میں ایسا اثر آیا کہ عقل کے ماروں کو لاجواب ہونا پڑا مگر اس سے بڑھ کر زمانہ تو ایک ایسی نورانی شخصیت کو بالمشافہ دیکھنے کا مشتاق تھا جس کی ذات میں شریعت کا علم، اور تصوف کا عمل، پوری طرح ڈھل گیا ہو۔ جس کی زندگی شریعت و طریقت کا حسین سنگم ہو جس کی زیارت سے دل، اور دماغ دونوں روشن ہو جائیں! عقل اس کے حضور عاجزی کرے! کائنات اس کے اشاروں پر چلے! اس کی نظر سے خرمنِ کفر پر بجلی گرے! چنانچہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی ہی بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا نظر اٹھا کر دیکھنا ہی ہر سوال کا جواب تھا! ان کا مسکرا دینا ہی ہر مشکل کا علاج تھا، ان کی گفتگو سے مُردہ دل زندہ ہو جاتے تھے، وہ خاموش ہوتے تو معرفت کی خوشبو سے دماغ مہک جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عالمِ اسلام میں آپ کے وجودِ مسعود کی برکت سے "مادہ پرستی" کے دور کا یکسر خاتمہ ہو گیا، معتزلہ اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

آپ کے ہاتھوں رافضیت کی شکست

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تبلیغِ دین کا کام شروع کیا تو اس وقت رافضیت اپنے پورے عروج پر تھی۔ اس کی دہشت پسند شاخ "نزاری" کے فدائی ہر جگہ اکابر اہلِ سنّت کا خون بہا رہے تھے اور مصر میں تو ان ظالموں کی خطرناک "اسماعیلی حکومت" قائم ہو چکی تھی۔ جس کے بل بوتے پر وہ ہر جگہ حقانیت کا گلا گھونٹ رہے تھے۔

ایسے پُر آشوب دور میں اہلِ سنت وجماعت کے اسٹیج سے آوازِ حق بلند کرنا گویا اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔ مگر سیدنا غوث پاک نے دین کی سربلندی کے لیے بے خوف و خطر وہ سب کچھ کیا جو کوئی نہ کر سکتا تھا۔ شیعیت و رافضیت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ ہر قسم

Marfat.com

کی سرداری کا حق صرف ایک ہی خاندان کو حاصل ہے ۔اس عقیدہ کی تبلیغ کے سلسلے میں اہل بیت اطہار کا مقدس نام سونے پر سہاگے کا کام کرتا تھا ۔سیدھے سادے عام مسلمان اس حسین جال میں پھنس کر اپنا ایمان تک گنوا بیٹھتے تھے ۔لیکن یہاں تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود نجیب الطرفین حسنی حسینی سید تھے ۔آپ کے ہوتے ہوئے کسی کی جرأت نہ تھی کہ امامت کا دعویٰ کر سکے ۔آپ کی نورانی شخصیت کے مدِمقابل کوئی تھا ہی نہیں ۔نہ علم و فضل میں، نہ زہد و تقویٰ میں اور نہ ہی اصل و نسل میں !۔

اس دور میں تو سب سے زیادہ آپ خود ہی امامت کے مدعی بننے کے حقدار تھے مگر آپ تو حقانیت کے ایسے علمبردار نکلے کہ آپ نے اپنی ذات کو یکسر نظر انداز کر دیا ۔ اور اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ خاص کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا

وہی ہیں ایک دریا اور دو عالم اُن کی موجیں ہیں
انہیں کو ابتدا سمجھے انہیں کو انتہا جانے !

سب سے بڑا کارنامہ

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے بڑا کارنامہ "سلسلۂ قادریہ" کا جاری کرنا ہے ۔یہ کام بھی آپ نے قرآن کے عین مطابق انجام دیا ۔جیسا کہ خود اللہ پاک فرماتا ہے :

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

"ہمارا نبی ۔لوگوں کے سامنے (ہماری) آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے (دلوں کا) تزکیہ (صفائی) کرتا ہے اور انہیں (اللہ کی) کتاب اور حکمت (الٰہی) کی تعلیم دیتا ہے ۔"

گویا اللہ پاک اعلان فرما رہا ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ فیض اثر سے دلوں کی سیاہی، اور نیتوں کی خرابی، دور ہو جاتی ہے ۔قلب پاک و صاف ہو کر نورِ وحدت سے روشن ہو جاتا ہے ۔

Marfat.com

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

جس کا فوری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رذائل خود بخود زائل ہو کر فضائل میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور بندے پر باطنی اسرار کھل جاتے ہیں، پوشیدہ علوم سے آگاہی حاصل ہوتی ہے نورِ الٰہی ہر قدم پر رہنمائی کے لیے موجود ہوتا ہے۔ انوارِ رسالت سے فیض یاب ہو کر بندہ جب اس مقام تک پہنچتا ہے تو اس کا دل عشقِ الٰہی سے لذت پاکر جلد سے جلد وصالِ حق حاصل کرنے کے لیے تڑپنے لگتا ہے۔ جس کے حصول کے لیے رب تعالیٰ نے اپنے نام "کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسی کے عین مطابق سلسلۂ قادریہ کی ابتدا " ذکرِ الٰہی" سے ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ " اسمِ الٰہی " کے ذکر کی برکت سے شیطانی وسوسے از خود دور ہو جاتے ہیں۔ اور دل و دماغ انوارِ الٰہی سے معمور ہو جاتے ہیں۔ آخر کار روحِ لطیف " اسم " سے بڑھ کر " مسمّٰی " کو پالیتی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ فکر و مراقبہ کی مشقیں جاری رہتی ہیں جس سے دل و دماغ پوری قوت کے ساتھ معشوقِ حقیقی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ توجہ سالک کو 'اسمِ الٰہی' سے بڑھ کر "ذاتِ الٰہی" سے قریب کر دیتی ہے۔

دل کو خیالِ یار نے مخمور کر دیا
ساغر کو رنگِ بادہ نے پر نور کر دیا

اس کے بعد مراقبۂ نفی اور پھر نفی النفی کرائے جاتے ہیں۔ اس طرح ذکر و فکر کے ذریعے سالک اپنی ذات کی نفی (انکار) کر دیتا ہے۔ پھر جو " انا " (خودی) نفی کر رہی ہے اس کی بھی نفی کر دیتا ہے۔ اس طرح انسانی روح پاک و صاف ہو کر روحِ کائنات سے اس طرح مل جاتی ہے کہ طالب و مطلوب میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ محبوب و محب ایک ہو جاتے ہیں۔

ذکر و فکر کے مندرجہ بالا دونوں طریقے " سلسلۂ قادریہ " کے خاص راستے ہیں جن پر چل کر

Marfat.com

بہت جلد منزلِ مراد مل جاتی ہے۔ اس قدر جلد کامیابی کسی اور طریقہ میں نظر نہیں آتی ۱؎

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انہیں کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

۱؎ ماخوذ از "حضرت غوث الاعظم" مولفہ پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ۔

شجرۂ عالیہ قادریہ

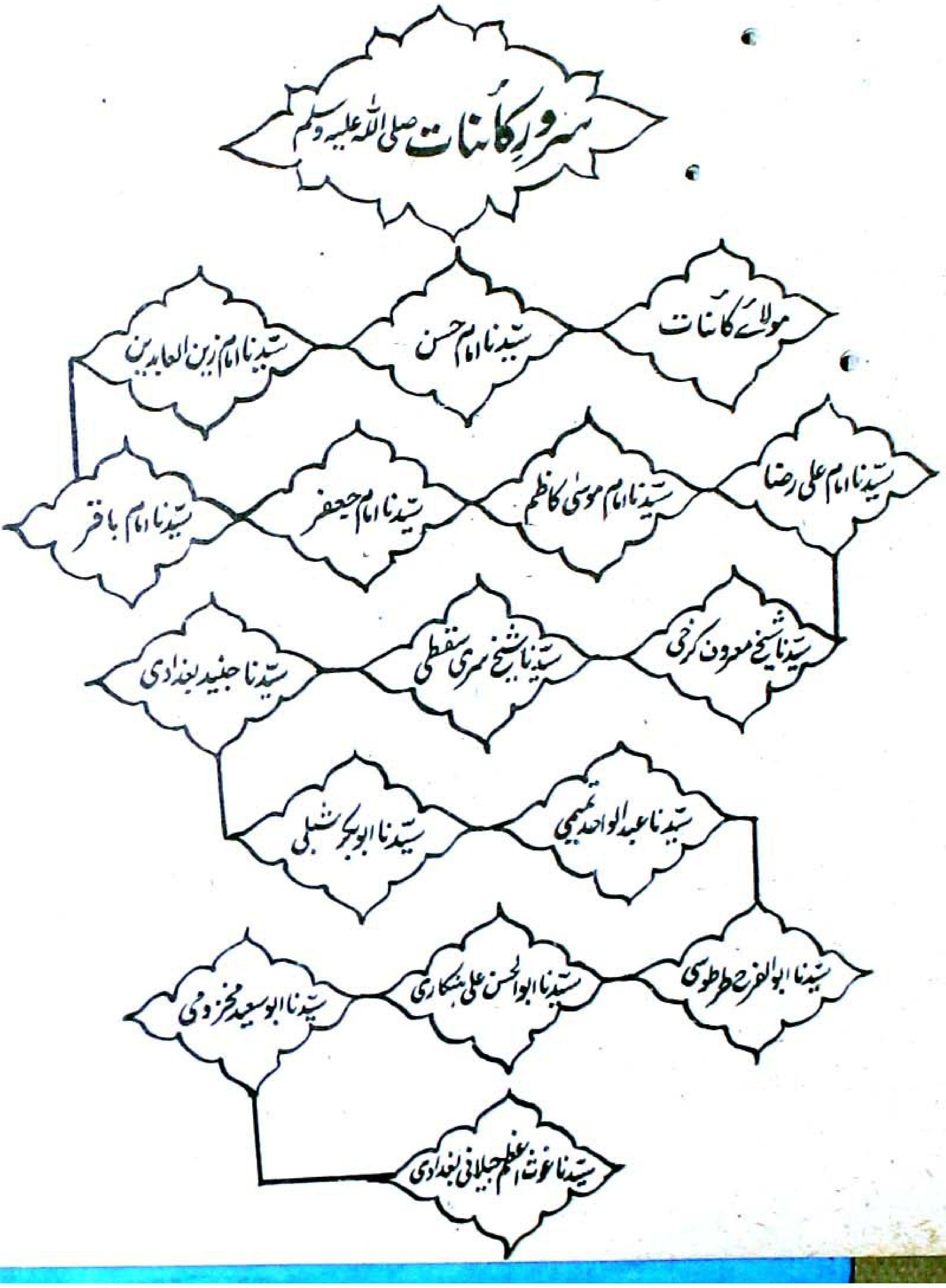

Marfat.com

غوث الاعظم

اللہ اللہ کتنا ارفع ہے مقامِ غوث پاکؒ
ہے جہانِ معرفت میں احترامِ غوث پاکؒ

غوث الاعظم انہی کو کہتے ہیں ! ان کا رتبہ ہے پیر پیراں کا!
یہ وسیع وعریض کائنات کسی نظام کے ماتحت چل رہی ہے۔ اس خفیہ نظام سے آگاہ صرف اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔

جس طرح دنیاوی حکومتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ کہیں ٹیکس لیے جارہے ہیں تو کہیں مال گزاری وصول ہو رہی ہے۔ کہیں پولیس ملزموں کو پکڑ رہی ہے تو کہیں عدالتوں کے ذریعے سزا دی جا رہی ہے۔ کہیں سرحدوں پر فوج جمع ہے تو کہیں اندرونِ ملک جنگی مشقیں ہو رہی ہیں لیکن یہ سب حکومت کا "ظاہر" ہے۔ حکومت کا "باطن" تو ان خفیہ بند کمروں میں پوشیدہ ہے جہاں اربابِ حکومت نظامِ مملکت چلانے کے لیے پالیسیاں مرتب کرتے ہیں جو صیغۂ راز میں رہتی ہیں اور تمام لوگ ان سے قطعی لاعلم ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح مالک الملک جن بندوں کو اپنا رازدار بناتا ہے بس وہی حوادث کے باطن کی خبر رکھتے ہیں۔ ان میں "ابدال" (اللہ کے خاص کارندے) ہوتے ہیں جن کی روحانی لطافت ہر جگہ ان کے مثالی جسموں کو ظاہر کر دیتی ہے۔ ان میں "اقطاب" (اللہ کے نوازے ہوئے خاص بندے) ہوتے ہیں جو کارخانۂ قدرت کے سربستہ نظام کے رازدار ہوتے ہیں۔ پھر ان سب میں "غوث" (اللہ کے خاص الخاص بندے) کی ممتاز شخصیت ہوتی ہے جو "اسمائے الٰہی" کی جامع ہوتی ہے۔ اس پر تمام مظاہرِ قدرت آشکار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں اس حدیثِ قدسی

Marfat.com

کے مصداق ہوتا ہے جس میں حق تعالیٰ فرماتا ہے:

"بندہ لگاتار نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اُس کا منہ بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے اور میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے۔ اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

جب کسی کو اس درجہ قربِ خداوندی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر وہ "غوثِ وقت" کی حیثیت سے حقیقتِ حال کا اس طرح اظہار کیوں نہ کرے:

"مجھے عشق نے وصلِ حبیب کے جام پلائے۔ اور میں نے شراب (محبتِ الٰہی) سے کہا کہ میری طرف آ!"

"میں معرفتِ الٰہی کے سمندروں کا تیراک ہوں۔ میری نظر لوحِ محفوظ پہ رہتی ہے۔"

"جو رازِ الٰہی مجھے معلوم ہے اگر میں اسے سمندروں کے سامنے بیان کروں تو وہ (ہیبت سے) خشک ہو جائیں!

اگر میں اپنا بھید پہاڑوں پر ظاہر کروں تو وہ (برداشت نہ کر سکیں اور) ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اگر میں اپنا پوشیدہ علم کسی مُردے پر ظاہر کروں تو وہ قدرتِ الٰہی سے زندہ ہو جائے۔"[1]

جو راہِ معرفت میں کاروانِ دل قدم رکھے
تو ساری کائنات اُڑ جائے گردِ کارواں ہو کر

---

[1] ماخوذ از قصیدۂ غوثیہ

قصیدہ غوثیہ اور علمائے کرام و پیرانِ عظام کا اعترافِ غوثیت

وہ ممتاز ہستی جو "غوث الاعظم" کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو سے حق ہے کہ وہ میخانۂ قدرت میں معرفت کے جام لنڈھاتے ہوئے تحسینِ نعمت کے طور پر اس طرح اعلان فرمائے:

"اے ابدالو، اے قطبو، اے غوثو آؤ! اے میرے بچو آؤ! اور ایسے سمندر سے فیض حاصل کر لو جو بے کنار ہے۔ آؤ اور میری بچی کھچی شراب پی لو اور سرشار ہو جاؤ!"[1]

اس مے کدے میں بٹتی ہے روحانیت کی مے
اس مے کدے سے کوئی بھی پیاسا نہ جائیگا

حقیقت یہ ہے کہ یہ حق کی آواز تھی جس پر تمام پیرانِ عظام اور اولیائے کرام نے لبیک کہا۔ حتیٰ کہ آپ کے فیض رسانی کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت شاہ ابو المعالی قادری (المتوفی ۱۶۱۵ء) رب تعالیٰ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ:

گر کسے واللہ بہ عالم از مئے عرفانی است
از طفیل شاہ عبد القادر گیلانی است

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدہ غوثیہ شریف میں حقیقتِ حال کا اس طرح اظہار فرمایا:

"میں نے "سعادت کبریٰ" پالی ہے۔ میں "امر الٰہی" ہوں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی "حجت" ہوں، آسمانوں اور زمینوں میں میرا ڈنکا بج رہا ہے۔ تمام

---

[1] ماخوذ از قصیدہ غوثیہ۔

Marfat.com

شہر میرے حکم کے ماتحت ہیں ''

اس دعوے کی تائید میں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں :

یا غوث اعظم نورِ ہدیٰ — مختارِ نبی ، مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم، قطبِ علیٰ — حیراں ز جلالت ارض و سما

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا :

" میں اللہ تعالیٰ کی روشنی کی ہوئی آگ ہوں ۔ میں احوال کو سلب کر سکتا ہوں ۔ متقدمین کے سورج غروب ہو گئے ۔ مگر میرا سورج بلندی اور عظمت کے آسمان پر ہمیشہ جلوہ ریز رہے گا ۔ انسان اور جن سب کے مشائخ ہوتے ہیں مگر میں " شیخ کل " ہوں "

اس کا اعتراف کرتے ہوئے سرگروہ علمائے ہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" بے شک تمام جن و انس آپ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں ۔ میں نے بھی آپ کی پناہ لی ہے بلکہ مجھے آپ کی عنایتِ خاص نے خود طلب فرما لیا ہے ۔ ورنہ مجھے اس کا کچھ شعور نہ تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے آپ کی ' قوتِ جاذبہ ' نے خود کھینچ لیا ہے ۔ میرا اس میں کچھ مقدور نہ تھا ۔ چنانچہ اب میں آپ کے در پہ پڑا ہوں ۔ مجھے قبول کیجیے یا رد کر دیجیے ، آپ مختار ہیں " [1]

تمہاری محبت ہمارا ہے ایماں
دل و جاں ہے تم پر فدا غوث الاعظم

(کاوش)

---

[1] اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ۔

سیدنا غوث الاعظم اعلانِ عام فرماتے ہیں:

"میں مردِ خدا ہوں۔ میری تلوار ننگی ہے! میرا تیر نشانے پر ہے۔ میرے نیزے صحیح مقام پر مار کرتے ہیں۔ میرا گھوڑا چاق و چوبند ہے۔ میں ایسا بحرِ بے کراں ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ میں اپنے آپ سے ماوری گفتگو کرتا ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنی نگاہِ خاص میں رکھا ہے، مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو۔ مجھے میرا رب فرماتا ہے: "اے عبدالقادر! تمہیں میری قسم ہے یہ چیز کھا لو۔ تمہیں میری قسم ہے یہ چیز پی لو۔" جب میں گفتگو کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بات پھر کہو مجھے اپنی قسم! تم سچ کہتے ہو۔" اللہ کے حکم سے میں نے "احکاماتِ قدریہ" کو درست کیا ہے۔ میں تمہاری دنیا و عاقبت ایک لمحہ میں ختم کر سکتا ہوں۔"

اس طرح حضرت غوث الاعظم نے اپنے خداداد کمالات کا "تحدیثِ نعمت" کے طور پر "قصیدہ غوثیہ" میں ذکر فرمایا ہے۔ اسی لیے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ان دعووں کی تائید و توثیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت غوث الاعظم کی اصل نسبت "نسبتِ اویسیہ" ہے جس میں نسبت سکینہ کی برکات شامل ہیں۔ اس مقامِ محبوبیت کے ذریعہ ایسی تجلیاتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے جن کی انتہا نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت غوث الاعظم نے کلماتِ فخریہ فرمائے ہیں۔" (ہمعات)

چنانچہ "قصیدہ غوثیہ" میں آپ کا ارشاد ہے کہ:

"میں قربِ الٰہی کی بارگاہ میں تنہا ہوں۔ یہ اسی رب کا تصرف ہے۔ میرا رتبہ تم سب سے برتر ہے اور ہمیشہ کے لیے برتر ہے۔"

اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس کی تائید وقت کے بڑے بڑے علماء و مشائخ کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ سلسلۂ نقشبندیہ کے سردار حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۳۸۸ھ) آپ کے ارشادات کی تائید میں یوں رطب اللسان ہیں :

ے "بادشاہِ ہر دو عالم، شاہ عبد القادر است

سرورِ اولادِ آدم، شاہ عبد القادر است"

اور جب اُدھر سیدنا غوث الاعظم نے فرمایا :

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ زمین پر اُن کا وارث ہوں"

تو اِدھر سرگروہِ سہروردیانِ ہند حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۶۷ء) نے فوراً تصدیق فرمادی :

ے "دستگیرِ بے کساں و چارۂ بے چارگاں !

شیخ عبد القادر است، آں رحمۃ اللعالمیں"

اُس طرف سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سوال کیا :

"بتاؤ تمام اولیاء اللہ میں علم کے لحاظ سے اور حالات کے بدلنے میں مجھ جیسا کون ہے ؟"

اور اِس طرف سے سب یک زبان ہو کر جواب دیتے ہیں :

"بے شک ہم میں آپ جیسا کوئی نہیں ۔"

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :

"جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ سے ظاہر ہوئے ویسے خوارق ان میں کسی سے ظاہر نہیں ہوتے ۔"[۱]

شیخ ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ اعتراف فرماتے ہیں :

"حضرت غوث الاعظم کے اذن و اجازت کے بغیر کوئی ولی ظاہر اور

---

[۱] مکتوبات شریف دفتر اول حصہ سوم ص ۱۲۰، مکتوبات ۲۱۶۔

باطن میں تصرف نہیں کر سکتا۔"[1]

علامہ عبد القادر الاربلی کا ارشاد گرامی ہے:

"ہر زمانہ میں تمام قطب، غوث اور اولیا ء اللہ آپ کی ذات بابرکات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔"[2]

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ سیدنا غوث الاعظم کے بلند بانگ دعوں کی توثیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فقیر کہتا ہے کہ "قصیدہ غوثیہ شریف" بھی اسی مقام قرب کی ایک خود دار آواز ہے جس کو غوث اعظم کے باطنی احوال کی اجمالی تفسیر سمجھنی چاہیے۔"

چنانچہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑے وثوق سے ببانگ دہل اعلان عام فرمایا ہے:

"جس شخص نے اپنے آپ کو میرے ساتھ منسوب کیا اور میرے عقیدت مندوں میں شامل ہوا۔ اللہ پاک اسے قبول فرما کر اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔"

مزید آپ فرماتے ہیں:

"زمانہ خوف زدہ ہے مگر میرے ندیموں کو کوئی خوف نہیں، میرے سارے محبین جنت میں داخل کیے جائیں گے، یہ اللہ تعالی نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔"

اور لطف یہ کہ اس وعدے پر سب نے یقین کیا چنانچہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) اپنے اسی یقین کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

---

[1] تحفہ قادریہ ص ۱۰۵ از شاہ ابو المعالی

[2] تفریح الخاطر ص ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر

Marfat.com

غوثِ اعظم، دلیلِ راہِ یقین   بالیقیں، رہبرِ اکابرِ دیں
اوست درجملہ اولیاء ممتاز   چوں پیمبر، در انبیاء ممتاز
در دو عالم باوست امیدم   ہست باو امید جاویدم"

دنیا بھر کے تمام عشاق سے مخاطب ہو کر حضور غوث پاک نے فرمایا:

"مملکت عشق کے تمام لشکر میرے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ میں جس کو جہاں ڈال دوں وہاں سے ہل نہیں سکتا۔"

مرحبا عزت و کمالِ حضور!
جلالِ خدا، جلالِ حضور!

اور سبھی اولیاء اللہ نے آپ کے اس دعوے کی توثیق کی ہے چنانچہ شراب عشق و محبت میں مست والست حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۱ء) میخانہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر حاضر ہو کر یوں صدا لگاتے ہیں:

"من آدم تو پیش تو، سلطانِ عاشقاں   ذاتِ تو ہست، قبلۂ ایمانِ عاشقاں
در ہر دو کون، جز تو کسے نیست دستگیر   دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں"

خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری دربارِ غوث الاعظم میں یوں سپاس گزار ہیں:

یا غوثِ معظم، نورِ ہدیٰ مختارِ نبی، مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم، قطبِ علی، حیراں ز جلالت ارض و سما
در صدق، ہمہ صدیق وشی، در عدل و عدالت چوں عمری
اے کانِ حیا عثمان منشی، مانند علی با جود و سخا
در بزم نبی، عالی شانی، ستارِ عیوب مریدانی
در ملکِ ولایت سلطانی، اے منبعِ فضل وجود و سخا

چو پائے نبی شُد تاجِ سرت، تاجِ ہمہ عالم شُد قامت

اقطابِ جہاں در پیشِ درت افتادہ چو پیشِ شاہ گدا

گر دادِ مسیح بہ مردہ رواں، دادی تو بدینِ محمد جاں!

ہمہ عالم "محی الدین" گویاں، بر حسن و جمالت گشتہ فدا

قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۴ھ)

دربارِ غوث الاعظم میں یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

قبلۂ اہلِ صفا، حضرت غوث الثقلین	دستگیرِ ہمہ جا حضرتِ غوث الثقلین
بے نوا خستہ دلم نیست کسے آنکہ دہد	خستہ را جز تو دوا حضرتِ غوث الثقلین
خاک پائے تو بود، روشنیٔ اہلِ نظر	دیدہ را بخش ضیا، حضرتِ غوث الثقلین
مردہ دل گشتہ ام و نامِ تو محی الدین است	مردہ را زندہ نما حضرتِ غوث الثقلین

ارضِ دکن میں خانوادۂ چشتیہ کے چشم و چراغ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز چشتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۲۵ھ) بارگاہِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یوں التجا فرماتے ہیں:

یا قطب، یا غوثِ اعظم، یا ولی، روشن ضمیر

بندہ ام، تا بندہ ام، جز تو ندارم دستگیر

بر درِ درگاہِ والا، سائلم یا آفتاب

خاطرِ ناشاد را کن شاد، یا پیرانِ پیر

غرضیکہ اپنے اپنے وقت کے ہر ولی، ہر عارف، ہر قطب اور ہر غوث نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کے گن گائے ہیں:

زمانہ بھر کے حسیں کیوں نہ جان دیں اس پر

چلن اسی سے تو سیکھا ہے دلربائی کا!

آپ کے خوشہ چینوں میں وقت کے بڑے بڑے علماء کرام سے لے کر اپنے دور کے

Marfat.com

صوفیائے عظام تک شامل ہیں چنانچہ مجددِ اعظم، امام اہلسنت حضرت احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۲۰ء) اس طرح اظہارِ عقیدت فرماتے ہیں:

کیوں نہ "قاسم" ہو کہ تو "ابن ابی القاسم" ہے
کیوں نہ "قادر" ہو کہ "مختار" ہے "بابا" تیرا

علمائے دیوبند کے پیرِ طریقت حاجی الحرمین حضرت امداد اللہ محدث، مہاجر مکی علیہ الرحمۃ اس طرح مناجات کرتے ہیں:

خداوندا بحقِ شاہِ جیلاں
محی الدین۔ غوث وقطبِ دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے
ولیکن آں کہ زو پیداست حالے

علمائے دیوبند کے سرخیل مولوی نانوتوی صاحب درِ غوث الورٰی پر یوں امداد طلب ہیں:

مدد کر "غوثِ اعظم" بے کسوں ہم سے غریبوں کی
چھڑائے غیر تیرے کون، دستِ نفسِ شیطاں سے [1]

---

[1] قصائد قاسمی ص ۳۹۔

Marfat.com

اولیائے کرام پر فوقیت

وَ رَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اونچا تیرا

سائنس کی دنیا میں نیوٹن اور آئن سٹائن بہت مشہور ہوئے ہیں. حالانکہ ان کا زمانہ ریاضی کے استادوں سے بھرا پڑا تھا پھر بھی وہ اپنے عہد کے بانی مبانی کہلائے۔ ان کے ذہنوں سے علم کا دھارا کچھ اس طرح پھوٹا کہ دوسروں کو ان کا عطا کیا ہوا علم سیکھنا پڑا۔ آخر کار ان کے زمانے کے استادوں کی گردنیں ان کے سامنے احتراماً جھک گئیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آج اگر کوئی آئن سٹائن سے آگے بھی نکل جائے تو بھی وہ اس کے احسان کا جوا اپنی گردن سے نہیں اتار سکتا۔

بس اسی اصول کے مطابق عالم روحانیت میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے معرفتِ الٰہی کی ان اعلیٰ منزلوں کو سر کر لیا تھا جن تک پہنچنے کے لیے اب سیدنا غوث پاک کی امداد از بس ضروری ہے۔ آپ نے اپنی جدوجہد سے دریائے معرفت سے ایسے انمول موتی نکالے ہیں جنہیں دوسرے لوگ صرف انہیں کے مقدس ہاتھوں سے لے سکتے ہیں چنانچہ ہر آنے والا ولی، سیدنا غوث الاعظم ہی کے زیر سایہ ہوگا۔ ولایت کا منصب اس وقت تک مل ہی نہیں سکتا، جب تک کہ سیدنا غوث الاعظم سے نسبت پیدا نہ کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا آج بھی آپ کو "پیران پیر" کے نام سے یاد کرتی ہے۔ [1]

"غوث الاعظم" انہی کو کہتے ہیں:

ان کا رتبہ ہے "پیر پیراں" کا:

---

[1] ... غوث اعظم از پروفیسر محمد عنایت اللہ!

Marfat.com

قاسمِ ولایت

نخلِ ایماں کی ہیں اصل رسولِ عربی
قصرِ ایقان کی بنیاد ہیں غوث الاعظم

علامہ عبد القادر الاربلی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ :

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ولی بناتا ہے تو حکم فرماتا ہے کہ اسے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرو، جب وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اسے میرے بیٹے سید عبد القادر کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ اس کی صلاحیت دیکھیں کہ یہ ولایت کے منصب کا مستحق ہے کہ نہیں۔ حسب ارشاد وہ دربارِ غوث میں پیش کیا جاتا ہے، پس اگر حضرت غوث الورٰی رضی اللہ عنہ اس کو منصب ولایت کے لائق سمجھتے ہیں تو اس کا نام دفترِ محمدیہ میں لکھ کر مہر لگا دیتے ہیں۔ پھر اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور غوث الاعظم کی تحریر کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم لکھا جاتا ہے۔ پس اس عہدے پر آپ قیامت تک فائز رہیں گے۔ اور ہر زمانہ میں تمام قطب، غوث اور اولیا اللہ آپ کی ذاتِ بابرکات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔" [1]

حضرت مجدد الف ثانی کی تائید

بعد میں اس قول کی تصدیق میں حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں :

"حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اسی راہ (ولایت) سے واصل ہونے والوں کے پیشوا

---

[1] تفریح الخاطر ص ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

ہیں۔ گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہے اور حضرت فاطمہ زہرا و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام پر ان کے ساتھ شامل ہیں۔ ان کے بعد یہ منصب بالترتیب بارہ اماموں کو پہنچتا رہا۔ یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہٗ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے۔ اب جس قدر فیوض و برکات تمام قطبوں اور ولیوں کو پہنچتے ہیں، آپ ہی کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔ ان کے مرکز فیض کے بغیر "ولایت" کا منصب کسی کو نہیں مل سکتا۔" [1]

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

قدم پاک بر گردنِ اولیاء

جس کا منبر بنی گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام (رضا بریلوی)

سیدنا غوث اعظم کی وہ سب سے بڑی کرامت جس کی وجہ سے آپ دنیائے ولایت کے بادشاہ تسلیم کیے گئے، یہ ہے کہ ایک مرتبہ اپنے مہمان خانہ واقع "محلہ حلبہ" کی ایک مجلس میں آپ پر دورانِ وعظ حالتِ کشفی طاری ہوگئی اور آپ نے فرمایا:

"قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ"
(میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے)

---

[1] مکتوبات شریف فارسی ج ۳ ص ۲۵۱، ۲۵۲، مکتوب نمبر ۱۲۳۔ دفتر سوم مطبوعہ دہلی۔

Marfat.com

تو آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مجلس میں موجود تمام علماء کرام اور پیرانِ عظام نے ادب سے اپنے سر جھکا دیے۔ عارف کامل حضرت شیخ ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ جو خود اس مجلس میں تشریف رکھتے تھے اپنی جگہ سے اُٹھے اور آپ کے قدوم مبارک کے نیچے اپنی گردن رکھ دی

سروں پر جسے لیتے ہیں اوج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم

اسی وقت منادیٔ غیب نے تمام عالم میں ندا کر دی کہ سارے اولیاء اللہ غوث الاعظم کے ارشاد عالی کو بسر و چشم بجا لائیں۔ چنانچہ جملہ اولیاء اللہ کرۂ ارض پر جہاں موجود تھے سر جھکا کر بولے:

"نَعَمْ یَا شَیْخُ وَلِمَنْ قَالَ"
(اے شیخ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر)

مشائخ وقت کی تائید و توثیق

شیخ ماجد الکردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ کے اعلیٰ مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردن نہ جھکائی ہو"۔[1]

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بغداد میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے قدمی الخ فرمایا تو اس وقت حضرت ابو مدین شام میں تھے اُن کو یہ واقعہ کشف ہو گیا اور وہیں انہوں نے گردن جھکا دی اور کہا:

"اے خدا میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ جو

---

[1] بہجۃ الاسرار ص ۹ - قلائد الجواہر ص ۹۴۔

Marfat.com

کچھ غوث پاک نے فرمایا میں اس کی اطاعت کرتا ہوں"۔ (نفحات الانس)

شیخ لولوُ الارمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے (آپ کے ارشاد پر) مشرق اور مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے گردن نہ جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہوگیا۔" [۱]

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے جب حضرت غوث الاعظم کے اس قول کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"گردن تو درکنار آپ کا قدم مبارک میری آنکھوں پر۔" [۲]

جس وقت سیدنا غوث پاک نے قدمی ہٰذہٖ الخ فرمایا تو اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے پہاڑوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم کا یہ اعلان سنتے ہی اپنی گردن مبارک اتنی جھکا دی کہ پیشانی مبارک زمین سے لگ گئی۔ پھر خواجہ بزرگ نے فرمایا:

"آپ کا قدم مبارک گردن پر ہی نہیں بلکہ میری آنکھوں کی پتلیوں پر۔" [۳]

حضرت غوث الاعظم نے اس اظہار نیاز سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایت ہند سے نوازے جائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار)

خود اپنے بارے میں آپ فرماتے تھے:

---

[۱] قلائد الجواہر ص ۲۵۔ سطر ۲۲، ۲۳۔

[۲] تفریح الخاطر ص ۲۰۔

[۳] تفریح الخاطر ص ۲۰۔ شمائم امدادیہ ص ۳۴۔

Marfat.com

"ہر ولی اللہ اپنے پیغمبر کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے۔ اور میں بھی اپنے جدِ امجد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہوں جہاں جہاں میرے جدِ امجد نے قدم رکھا ہے، میں نے انہیں مقامات پر اپنا قدم رکھا بجز راہِ نبوت کے کہ وہاں میں مجبور تھا کیونکہ اس راہ میں غیر نبی کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔"

اس دعوے کی توثیق میں شیخ عدی بن مسافر کی دلیل

عارفِ کامل شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آج تک کسی ولی اللہ نے وہ دعوے نہیں کیا جو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے؟۔

جواب میں آپ نے فرمایا:

"ہاں۔ یہ دعویٰ اور کوئی کر بھی نہیں سکتا تھا۔ آپ تو "مقامِ فردیت" پر فائز تھے۔ زمانے کے "فرد" کو جب تک کوئی بات کہنے کا حکم نہ دیا جائے۔ وہ نہیں کہتا۔ حضرت شیخ کو جب حکم ہوا تو پھر انہوں نے دعویٰ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے آپ کے دعویٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ جس طرح فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا تھا۔ اسی طرح یہاں اولیاء اللہ نے اپنے سرِ نیاز جھکا دیے۔" [1]

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی دلیل

"قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" اس وقت جتنے اولیاء اللہ زمین پر تھے سب نے اس آواز کو سنا اور گردنیں جھکا دیں بلکہ بعض نے گردن جھکا کر یہ بھی

---

[1] بہجۃ الاسرار۔

کہا بل علیٰ رأسی و عینی (بلکہ آپ کا قدم میرے سر آنکھوں پر) یہ ویسا ہی قصہ ہوا جیسا کہ حضرت خلیل اللہ کی آواز کو حق تعالیٰ نے تمام عالم میں پہنچا دیا تھا۔ حتیٰ کہ ارواح نے اپنے ماں باپ کی پشت اور رحم میں سے جواب دیا "لبیک، لبیک"، بالکل اسی طرح حضرت عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ آواز خلیل الٰہی کی آواز تھی جس کو تمام عالم کے اولیاء وقت نے سنا، خدا نے سب کو یہ آواز پہنچا دی"۔[1]

علامہ رزاق رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

علامہ رزاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "قواعد" میں نسبِ مصطفیٰ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے ہاں 'دینی نسب' ہی معتبر ہے۔ لیکن اس دینی نسب کے ساتھ ساتھ اگر 'خاندانی نسب' کی پاکیزگی بھی میسر ہو تو 'دینی نسب' کا موکد ہو جاتا ہے اور ایسے رتبہ کو عام انسان نہیں پہنچ سکتا"

اسی اصول کی روشنی میں سیدنا غوث الاعظم کے قول "قدمی ھذہٖ الخ" کو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔ کیونکہ آپ کے زمانہ میں کوئی شخص بھی اخلاقِ حسنہ، عبادت و ریاضت اور بلند نسبی میں آپ کا ہمسر نہ تھا چنانچہ آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی جانب سے دس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے تیرہ واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

نجیب الطرفین سید

سید و عالی نسب در اولیا است
نور چشم مصطفیٰ و مرتضےٰ است

آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۲ھ)

---

[1] ارفع وا وضع ص ۲۵، ۱۲۶ ۔ مولوی اشرف علی تھانوی۔

Marfat.com

آپ کی سیادت و نجابت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آں شاہِ سرفراز کہ "غوث الثقلین است
دراصل، صحیح النسبین از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسن سلسلۂ اوست
وز جانبِ مادر، دُرِ دریائے حسین است

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تائید فرماتے ہیں:

شیخِ دارین، ہادیٔ ثقلین
زُبدۂ آلِ سیّدِ کونین!

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ایمان افروز انداز میں آپ کی نسبی فضیلت اس شعر میں بیان فرماتے ہیں:

نبوی ظل، علوی بُرج، بتولی منزل
حسنی چاند حُسینی ہے اُجالا تیرا!

غرض کہ وقت کے بڑے سے بڑے عالم فاضل اور عارف نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سیادت و نجابت کو تسلیم کیا ہے۔

امتیازی خوبیاں

بے مثالی کی ہے مثال وہ حُسن
خوبیٔ یار کا جواب کہاں؟

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ 'شریعت محمدی' کے علمبردار اور 'میدان طریقت' کے شہ سوار تھے۔ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے اور باادب قبلہ رو ہو کر بیٹھا کرتے تھے۔

آپ نے ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا نہ کبھی آپ شیطان کے بس میں آئے نہ کبھی نفس کا کہنا مانا۔ آپ نے ساری عمر میں کبھی کوئی نماز باجماعت قضا نہ کی۔ چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ پندرہ سال تک آپ کا دستور رہا کہ عشار کی نماز کے

Marfat.com

کے بعد کلام پاک پڑھنا شروع کرتے اور فجر سے پہلے سارا کلام پاک ختم فرما دیتے۔ آپ ہمیشہ روزے سے رہتے۔ چالیس چالیس دن تک آپ کچھ نہ کھاتے پیتے، نہ کبھی سوتے نہ آرام فرماتے بس بہ وقت اللہ اللہ کیے جاتے۔ کثرت نوافل سے آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ آغاز میں پچیس سال تک عشق الٰہی میں سرمست ہو کر عراق کے جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے اس کے بعد چار سال تک مسلسل خلوت میں گوشہ نشین رہ کر تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔

غرضکہ ریاضت اور مجاہدے کا ایسا کوئی طریقہ نہیں جسے غوث پاک نے اپنے اوپر لازم نہ کر لیا ہو اس پر بھی حضور غوث پاک کو خوف خدا بہت تھا چنانچہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بہت جلد آجایا کرتے تھے۔ کبھی کسی غریب پر امیر آدمی کو ترجیح نہ دیتے تھے۔ عیادت کے لیے خود بیمار کے گھر جایا کرتے تھے صفائی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے جسم پاک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کی نظر کا یہ اثر تھا کہ جمعہ کے دن جس پر آپ کی نگاہ پڑتی تھی وہ ولی بن جاتا تھا۔ خودداری کا یہ عالم کہ ساری زندگی میں آپ نے کبھی کسی امیر کا کوئی تحفہ قبول نہیں کیا اور نہ ہی کسی امیر وزیر کا کبھی کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ قبولیت کا یہ عالم تھا کہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی آپ ہی کی دعا سے پیدا ہوئے اور شیخ محی الدین عربی علیہ الرحمۃ آپ کی توجہ خاص ہی سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کے وجود کی برکت سے آپ کے شہر کو بزرگی ملی۔ چنانچہ تمام عالم میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کربلائے معلیٰ کے بعد "بغداد شریف" کا نام نہایت عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ بغداد شریف کو یہ شرف آپ ہی کی ذات والاصفات سے حاصل ہوا ہے۔

ع نقطۂ گردش پرکار یقیں ہے بغداد

اگر کوئی پہنچا ہوا بزرگ بغداد شریف جائے اور آپ کے روضۂ اقدس پر حاضری نہ دے تو اس کی کرامت سلب ہو جاتی ہے اور جو شخص بے وضو آپ کا نام لیتا ہے، اس کی

Marfat.com

روزی تنگ ہوجاتی ہے۔ آج بھی آپ کی ذات والاصفات کے روحانی اثرات سے بے حد و بے حساب کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کس میں قدرت ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے رتبہ کے شایانِ شان مناقب بیان کرے۔ وہ تو اس پائے کے بزرگ ہیں کہ ان کے ایک جانب شریعت کا کا دریا اور دوسری جانب حقیقت کا دریا موجزن ہے جس میں چاہتے ہیں وہ غوطہ زن ہوجاتے ہیں۔"[1]

غوث الاعظم کے مناقب ہوں بیاں کیا آسی
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

---

[1] خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ص ۹۸۔ تفریح الخاطر ۲۶۔ بہجۃ الاسرار ص ۵۹۔ قلائد الجواہر ص ۱۰، ۲۲، ۷۶۔ اخبار الاخیار ص ۱۷۔ جامع کرامات الاولیاء ص ۲۰۱، ۲۰۲۔ طبقات الکبریٰ ج ص ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۲۹۔ محفل نامہ گیارہویں شریف ص ۲۹۔ تحفہ قادریہ ص ۳۰۔

Marfat.com

کرامات

صبا بحُسن ادب گو تو غوثِ اعظم را　　خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی ردِ قضائے مبرم را　　بری ز خاطرِ ناشاد محنت و غم را

کرامت پر استدلال

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات نہایت معتبر اور سچے راویوں کی زبان سے ہم تک پہنچی ہیں جن کا انکار ناممکن ہے کیونکہ دنیا کے تمام واقعات کی بنیاد ہی شہادت پر ہے اور اسی چیز کا نام تاریخ ہے جو محض عینی شاہدوں کے بیانات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ جب ہم سنتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدہا بن گیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ تو اس سے انکار کی کوئی منطقی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ صرف تعجب کی بنا پر انکار کر دینا، سخت حماقت ہے کیونکہ شہادت اس پایہ کی ہے کہ کوئی شخص بھی اسے جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہر چند کہ آدمی کو چاند پر چہل قدمی کرتے ہم نے بچشم خود وہاں جا کر نہیں دیکھا۔ لیکن پھر بھی انکار ممکن نہیں کیونکہ اس کی تصدیق اس قدر کثیر لوگوں نے کی ہے کہ اس پر یقین نہ کرنا سراسر بے وقوفی ہے۔

بالکل اسی طرح حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جو کرامات سرزد ہوئی تھیں۔ انہیں بغداد کی پوری آبادی اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھی۔ اور ان کا بیان اس قدر تواتر اور تسلسل کے ساتھ ہوا ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ جیسا عالم جو اپنی علمیت کے زعم میں کرامات سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں رکھتا وہ بھی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کشف و کرامات کا قائل ہو کر اعلان کرتا ہے:

Marfat.com

"آپ کی کرامات حدِ تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔"[1]

مشہور بزرگ حضرت سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بغداد میں کئی دن تک نہ دیکھے گئے۔ اہلِ بغداد بے قرار ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے۔ لوگوں نے دیکھا کہ دریائے دجلہ کے پانی پر آپ چہل قدمی فرما رہے ہیں اور مچھلیاں آپ کے قدموں کو بوسہ دے رہی ہیں۔ اتنے میں نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے ایک نہایت عمدہ و نفیس سبز رنگ کی جائے نماز ہوا میں معلق ہو گئی جس پر خطِ نوری میں دو سطریں لکھی تھیں۔

"الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون" اور

"سلام علیکم اھل البیت انہ حمید مجید"

آپ جائے نماز پر کھڑے ہو گئے۔ اہلِ بغداد نے بھی کنارے پر صفیں باندھ لیں۔ نماز کے بعد آپ نے بلند آواز میں دعا مانگی:

"الٰہی میں تیری بارگاہ میں حبیب پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر التجا کرتا ہوں کہ میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کی روح قبض نہ ہو جب تک کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کر لیں۔

اس وقت آپ کے جسمِ اقدس سے سبز رنگ کا نور نکل رہا تھا اور غیب سے ندا آ رہی تھی:

"ابشر فانی قد استجبت لک"

(اے بندے خوش ہو کہ ہم نے تیری دعا کو قبول کر لیا)[2]

میں قادری ہوں شکر ہے ربِ قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا

---

[1] الفرقان بین الاولیاء الرحمٰن و شیطان۔ [2] قلائد الجواہر ص ۱۶ ، تفریح الخاطر ص ۲۵، ۲۶ ، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

دراصل کشف و کرامت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک جن پیاری ہستیوں سے محبت کرتا ہے انہیں اپنی رحمتوں سے خوب نوازتا رہتا ہے۔ چنانچہ جب وہ دل میں کوئی ارادہ کرتے ہیں تو اللہ پاک فوراً پورا فرما دیتا ہے۔ انہیں روحانی طاقت عطا ہوتی ہے جس سے وہ کائنات میں تصرف کر سکتے ہیں۔ یہ تصرف قربِ الٰہی کی دلیل ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو کس قدر قربِ الٰہی حاصل تھا۔ اور پھر یہ بات بھی ہے کہ سخت عبادت و ریاضت سے روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ کائنات کے چہرے سے مادی پردے اٹھ جاتے ہیں۔ قدرتِ الٰہی کے عجائبات و کرشمے صاف نظر آنے لگتے ہیں۔

صاحبِ مشاہدہ کے خاص تصرف سے بعض اوقات وہی عجائبات دوسروں کو بھی نظر آ جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کو صحابہ کرام نے خود کسی "اجنبی" یا "دحیہ کلبی" کی صورت میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں دیکھا۔ بالکل اسی طرح سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روحانی تصرفات سے آپ کی نورانی مجلس میں اکثر "رجال الغیب" کو دیکھا گیا اور عالمِ مثال کے بہت سے دوسرے عجائبات بھی مشاہدہ کیے گئے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ خود حضرت کے صاحبزادے عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس پُرانوار میں غش کھا کر گر پڑے۔ ہوش آنے پر "ابی زرعہ" نے حقیقتِ حال معلوم کی تو صاحبزادے صاحب نے بتایا:

"میں نے جب آسمان کی طرف دیکھا تو ہزاروں رجال الغیب سر جھکائے نہایت ذوق و شوق سے سیدنا غوث پاک کا کلام سن رہے تھے۔ ان حضرات کا سلسلہ افق کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ ان میں سے اکثر اپنی جگہ پر کھڑے کانپ رہے تھے۔" (قلائد الجواہر ص ۶۸)

تاثیر برقِ حسن جو ان کے سخن میں تھی
اک لرزش خفی مرے سارے بدن میں تھی

Marfat.com

عارفِ کامل حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں :-
"میں نے اپنے زمانے کے کسی ولی اللہ کو نہیں دیکھا جس سے اس قدر زیادہ کرامتیں رونما ہوئی ہوں۔ جو شخص جس وقت جس انداز کی کرامت کی خواہش کرتا آپ سے بلا تامل ظاہر ہوتی تھی۔ یہ کرامات بعض دفعہ تو آپ کے اپنے ارادہ و اختیار سے رونما ہوتی تھیں لیکن بعض اوقات آپ کے اختیار و خواہش کے بغیر بھی رونما ہوتی رہتیں"۔ ؎1

قندیلِ حقیقت کا پرتو — اے لوحِ وفا کے نقشِ جلی
اے فقر کے سر کا تاجِ شہی — اے قطبِ جہاں ولیوں کے ولی

(شاعر لکھنوی)

قدرت کا انتقام

شیخ معمر ابو المظفر منصور رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں :
"ایک دن میں آپ کی خدمت میں کھڑا تھا۔ آپ بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت سے مٹی گری۔ آپ نے مٹی کو جھاڑ دیا۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ چوتھی بار جب مٹی گری تو آپ نے سر مبارک اٹھایا اور چھت پر ایک نگاہ ڈالی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک چوہیا شرارت کر رہی ہے۔ آپ کی نگاہ پڑتے ہی وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گری۔ آپ نے جب یہ منظر دیکھا تو رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: یا حضرت یہاں رونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: "مجھے خیال آتا ہے کہ کسی مسلمان کی طرف سے اگر مجھے ذرہ بھر نقصان پہنچا تو کہیں (قدرت انتقام نہ لے) اس کی حالت بھی اس چوہیا کی طرح نہ ہو جائے۔" ؎2

؎1 بہجۃ الاسرار
؎2 " "

حضرت علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت کے ساتھ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ اقدس پر فاتحہ خوانی کے لیے گئے۔ معاً امام احمد بن حنبل کی قبر شریف شق ہوئی۔ آپ اس میں سے باہر تشریف لائے حضور غوث الاعظم کو اپنے سینے سے لگایا اور آپ جو خدمتِ دین انجام دے رہے تھے اس کی تعریف فرمائی۔ پھر اپنے ہاتھ سے لباسِ فاخرہ پہنایا دوبارہ گلے لگایا اور دعائیں دیتے ہوئے اپنے مرقد میں اُتر گئے۔ قبر شریف پھر اسی طرح بند ہوگئی۔" [1]

شیخ ابو ذکریا یحیٰ ابن ابی نصر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

"میرے والدِ بزرگوار بڑے ماہر عامل تھے۔ ایک روز انہوں نے اپنے عمل کے زور سے جنات کو بلایا۔ لیکن خلافِ معمول وہ بہت دیر سے حاضر ہوئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ:

"اے شیخ۔ جب سیدنا غوث الاعظم وعظ فرما رہے ہوں تو اس وقت ہمیں آپ طلب نہ فرمایا کریں کیونکہ ہم ان کی مجلسِ وعظ میں مواعظِ حسنہ سے مستفید ہوتے ہیں۔ وہاں ہماری تعداد انسانوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہزاروں اُن کے مُرید ہیں۔" [2]

گدا آپ کے مے کدے کا ہے کاوشؔ
اسے بھی ہو ساغرِ عطا غوث الاعظم (کاوشؔ)

---

[1] قلائد الجواہر ص ۲۹۔ تحفۂ قادریہ ص ۸۰۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۳۔

[2] بہجۃ الاسرار۔

Marfat.com

اپنے دور کے سرتاج العلماء شیخ علی ابن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی حالت بیان کرتے ہیں کہ اوّل اوّل میں بڑی کسمپرسی کی حالت میں بغداد پہنچا۔ کسی سے جان پہچان نہ تھی۔ حضرت کی شہرت سُن رکھی تھی۔ لہٰذا آپ کے مدرسے کے باہر آکر بیٹھ گیا۔

اس حوصلۂ دل پر ہم نے بھی کفن باندھا
ہنس کر کوئی پوچھے گا کیا جان گنوانی ہے

چنانچہ حضرت نے کشف کے ذریعہ میری حالت معلوم کرلی اور اپنے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق سے فرمایا کہ: ایک نوجوان باہر بیٹھا ہے جو صاحب علم وفضل ہوگا۔ اور عزت و شہرت کے تخت پر بیٹھے گا اسے اندر بلاؤ۔ اندر بلاکر حضرت نے مجھے کھانا کھلایا۔ اور خوشخبری سنائی کہ:

"اے نوجوان۔ وہ زمانہ قریب ہے جب لوگوں کو تیری ضرورت ہوگی عوام الناس تجھ سے نفع حاصل کریں گے اور اللہ پاک تجھے بڑی عزت و شہرت عطا کرے گا۔"

اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت نوازا۔ اور میں مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل کرکے عزت و شہرت کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ گیا۔ اب ہمیشہ میں سیدنا غوث الاعظم کو یاد کرتا ہوں۔

جیسے کہ دل کے پاس دھڑکتا ہو تیرا دل
جیسے کہ میرے ہاتھ میں اب تک ہو تیرا ہاتھ

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ: ۱۰ جمادی الآخر ۵۵۶ھ / ۱۱۶۱ء سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں جمعہ کی نماز پڑھنے جارہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی کہ راستے میں کسی شخص نے حضرتِ والا کو سلام تک نہ کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے مخلوقِ خدا آپ کی زیارت کو ٹوٹی پڑتی تھی۔ میرے قلبی وسوسہ پر مطلع ہوکر آپ

Marfat.com

مسکرائے اور نظر اٹھا کر جو دیکھا تو لوگ آپ کے سلام وزیارت کے لیے امنڈ پڑے۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

"اے عمر تمہاری یہی خواہش تھی تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے کرم سے لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ چاہوں تو اپنی طرف پھیرلوں اور چاہوں تو دوسری طرف پھیردوں۔" [1]

مداوائے رنج والم آپ ہی ہیں
مرے دردِ دل کی دوا غوث الاعظم (کاوش)

رب تعالیٰ جب کسی ولی کو اپنی بارگاہ میں تقرب خاص عطا فرماتا ہے۔ تو اس محبِ خدا کی عزت افزائی کے لیے رب کریم کائنات کی چیزوں پر اسے تصرف عطا فرما دیتا ہے۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ چونکہ اللہ پاک کے انتہائی درجہ قریب تھے۔ اس لیے کائناتِ الٰہی پر حضرت کو بے انتہا تصرف حاصل تھا۔

دربارِ غوث میں ماہ و سال کی حاضری

ایک دفعہ ماہ جمادی الآخر کے آخری جمعہ کو آپ کے پاس ایک خوبرو نوجوان آیا سلام کے بعد اس نے بتایا کہ میں ماہِ رجب ہوں۔ آپ کو مبارک باد دینے آیا ہوں کہ میرے دوران عوام کو بڑی راحتیں حاصل ہوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح دربارِ غوثیت میں ماہ و سال حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اور اپنے اندر ہونے والے واقعات کی خبر دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مجلس میں ایک بار شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے کہ ایک روشن شکل نوجوان آیا اور سلام کے بعد کہنے لگا یا حضرت:

"میں ماہِ رمضان ہوں۔ میں آپ سے معذرت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں

---

[1] نفحات الانس فارسی ص ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳۔ بہجۃ الاسرار ص ۶، نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۶۳، ۶۴۔

میں اس ماہ آپ کو الوداع کہنے کا خواہاں ہوں"

کہتے ہیں کہ اسی سال ماہِ رمضان سے پہلے آپ واصل بحق ہوئے۔[1]

غوث الاعظم کا دھوبی ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں حضرت غوث الاعظم کا دھوبی ہوں! بس اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی۔[1]

دستگیری ایک دن حضرت غوث الاعظم۔ اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کو ہے۔ آپ نے توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچایا۔[2]

؎ مُریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چیل اُڑتی ہوئی آئی جس کے چلانے سے شیخ کے کلام میں گڑبڑ پیدا ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

"تجھے کیا ہوا ——— اللہ تجھے مارے!"

چنانچہ وہ اسی وقت زمین پر گر کر مر گئی!! جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو اس کو مسجد کے کونے میں مردہ پا کر اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا۔ لوگوں نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا:

"اللہ کے اذن سے اُٹھ!"

پس وہ اُڑ گئی!!

---

[1] الاضافات الیومیہ ص ۲۵ ج ۲۔ از مولوی اشرف علی تھانوی

[2] شمائم امدادیہ ص ۸۰۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

Marfat.com

اس واقعہ کو علامہ شطنوفی نے نقل کیا ہے اور محدثین نے اس کی توثیق کی ہے [۱]
یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کی بیشتر کرامات پچھلے نبیوں کے معجزات سے بڑی مشابہت رکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے روحانی تصرفات کے سبب لاتعداد انسانوں کے دل اللہ کی محبت سے معمور ہو گئے۔

اس دل کو بھی روشن کر، اس دل کو بھی چمکا دے
عالم کو کیا روشن تو نے شمع نورانی (شکور نظامی)

آپ کی صرف ایک یہی کس قدر عظیم کرامت ہے کہ آپ نے تمام زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا نہ کبھی شریعت کے خلاف کوئی عمل کیا۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے:

"اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ لگی ہو تو میں تم کو ان سب چیزوں کی خبر دے دوں جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور رکھتے ہو۔ تم سب حضرات میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی طرح ہو۔" [۲]

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں
عیاں تم پہ سب بیش و کم غوث اعظم

مجلس مبارک

روشن جمالِ یار سے ہے انجمن تمام
دیکھا ہوا ہے آتشِ گل سے چمن تمام

تیری محفل میں اہل دل کو جلوہ
نظر آجائے گا شانِ خدا کا

---

[۱] مولانا انور شاہ کاشمیری۔ فیض الباری تقریر بخاری ج ۲ ص ۶۱
[۲] بہجۃ الاسرار ص ۲۴۔ تفریح الخاطر ص ۴۰، ۸۰۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۶

Marfat.com

سیدنا غوث الاعظم روحانی مجلس کے صدر نشین تھے۔ آپ کی نورانی مجلس میں ستر ستر ہزار تک کا مجمع کثیر ہو جاتا تھا مگر آپ کی آواز میں یہ تاثیر تھی کہ جلسہ گاہ میں دور دراز کے ہر ہر گوشے میں صاف سنی جاتی۔ لوگوں پر وجد کا عالم طاری ہو جاتا۔

اللہ پاک نے رعب و جلال اس قدر عطا فرمایا تھا کہ آپ کی مجلس شریف میں نہ تو کسی کو تھوک آتا نہ ہی کوئی کھانستا، کھنکارتا اور نہ ہی کوئی کسی سے کلام کرتا۔ کسی کو آپ کی مجلس میں کھڑے ہونے کی جرأت نہ ہوتی بلکہ ہر ایک پر وجدانی کیفیت طاری رہتی۔

بزنگ شمع جس نے دل جلایا تیری محفل میں
تو اُس نے منزلِ مقصود کو زیرِ قدم دیکھا

چنانچہ عالم اسلام کے مشہور و معروف محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی آپ کی مجلس مبارکہ میں وجد طاری ہو گیا۔[1]

اے ہم نشیں اذیتِ فرزانگی نہ پوچھ!
جس میں ذرا سی عقل تھی دیوانہ ہو گیا

اللہ پاک نے آپ کی ذات میں کشش اس قدر رکھی تھی کہ شریف حسین موصلی کا بیان ہے:

"خلیفہ اور وزراء آپ کی مجلس میں نیازمندانہ حاضر ہوتے تھے۔ علماء و فضلاء کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔ آپ کی ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئیں جو آپ کے ارشادات قلمبند کرنے کے لیے لائی جاتی تھیں۔"[2]

ایک دفعہ آپ کی مجلس مبارک میں ایک قاری نے ایک آیت تلاوت کی۔ آپ نے اس کی تفسیر شروع کر دی۔ اس وقت آپ نے گیارہ قسم کی ایسی تفسیریں بیان کیں جو حاضرین کرام کی سمجھ میں آتی رہیں۔ اس کے بعد آپ نے وہ تفسیر شروع کی جو سامعین کی عقل و فہم

---

[1] قلائد الجواہر ص ۳۸، ۴۷۔ بہجۃ الاسرار ص ۹۴۔
[2] ابن قدامہ۔ بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت۔ از ابوالحسن ندوی۔

Marfat.com

سے بالاتر تھی۔ غرض کہ آپ نے اس ایک آیت کی چالیس مختلف تفسیریں اس انداز سے کیں کہ سننے والے عش عش کر اٹھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ: اب قال سے حال کی طرف آتے ہیں یہ سنتے ہی اس مجمع میں آہ وبکا کا وہ شور اُٹھا کہ کسی کو تن بدن کا ہوش نہ رہا۔[۱]

ے روبرو اس کے کچھ نہیں معلوم
کیا ہوا بے خودی میں کیا نہ ہوا

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مجھے آپ کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ یہ میرے لیے حسین خواب اور پرسکون لمحات کا زمانہ تھا۔ آپ کے بعد مجھے کسی مجلس میں وہ سکون نصیب نہیں ہوا۔"

ے اٹھا کے بزم محبت سے لائے تھے جن کو
عجب مزاج کی شمعیں تھیں جل سکیں نہ کہیں

شیخ ابوالحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آپ اہلِ مجلس کا احترام کرنے والے تھے اور لوگوں سے کھلے دل سے ملتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر سچی باتیں اور پاکیزہ الفاظ کسی کے ہاں نہیں سنے۔"[۲]

ے یہ زندگی زندگی نہ سمجھو کہ زندگی سے مراد ہیں بس
وہ عمرِ رفتہ کی چند گھڑیاں جو ان کی صحبت میں کٹ گئی ہیں

زورِ خطابت

حضرت شیخ نے خطابت میں ایسا زورِ بیان تھا کہ واقعات سن کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تاثیرِ کلام کا یہ حال تھا کہ سامعین

---

[۱] اخبار الاخیار فارسی ص ۱۶، ۱۷، قلائد الجواہر ص ۳۸۔
[۲] بہجۃ الاسرار۔

Marfat.com

ہیں سے کچھ تو لذتِ شوق و ذوق اور غلبہ حال میں جاں بحق ہو جاتے۔ اور اکثر پر ایسا وجد طاری ہوتا کہ پہروں ہوش میں نہ آتے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا غوث پاک بہت بڑے خطیب تھے۔ ان کے خطبات اثر آفرینی کے اعتبار سے ایک عجیب خصوصیت کے حامل ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت کے صاجزادے عبدالوہاب علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے اور منبر پر وعظ کہنے کی اجازت چاہی۔ شیخ نے اجازت دے دی۔

عبدالوہاب نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے مگر حاضرین پر ان کی تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ اہل مجلس کے شور و غل سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے بیان پر ذرا بھی متوجہ نہیں۔ مجلس کا رنگ دیکھ کر وہ منبر سے اترے اور اب منبر پر شیخ محترم تشریف لائے اور یہ جملے ادا فرمائے:

"کل میں روزے سے تھا۔ اُمّ یحیٰی نے کچھ انڈے بھون کر ایک آبخورے میں طاق پر رکھ دیے۔ ایک بلی نے اس آبخورے کو طاق سے نیچے پھینک دیا۔ آبخورہ ٹوٹ گیا۔ اور انڈے خاک میں مل گئے۔"

وہ ابھی اتنا کہہ پائے تھے کہ مجلس گرم ہو گئی۔ ہر طرف وجد و حال کا سماں نظر آنے لگا وعظ ختم کر کے آپ نے عبدالوہاب سے فرمایا:

"تم کو معلوم ہے کہ تمہارے عالمانہ وعظ کا اثر کیوں نہیں ہوا۔؟ اور میرے معمولی الفاظ سے یہ کیفیت طاری ہو گئی۔

سنو! تم کو اپنے علم ظاہر پر ناز ہے۔ تم نے علم باطن کی طرف سفر نہیں کیا۔ تم اپنی خودی کو قائم رکھ کر وعظ کہتے ہو۔ میں خودی کو گم کر کے کلام کرتا کرتا ہوں۔ اسی لیے میرے سادہ کلام میں وہ اثر ہوتا ہے جو تمہارے عالمانہ وعظ میں نہیں۔ در اصل میری نظر حقیقت پر مرکوز رہتی ہے۔ چنانچہ جب میں کلام کرتا ہوں تو تجلیاتِ الٰہی نمودار ہوتی ہیں۔"

Marfat.com

دولت وامارت سے نفرت

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو رب تعالیٰ نے نبوت کی نیابت کے لیے چن لیا تھا، چنانچہ آپ کے دل کو دولتِ دنیا سے بے نیاز کرکے خدمتِ دین کی طرف لگا دیا تھا۔ آپ کو خلفائے وقت اور امراء و وزراء کے یہاں جانے کی قطعی عادت نہ تھی۔ دنیا کی شان و شوکت سے آپ کبھی بھی قریب نہ ہوئے۔

حضرت شیخ شریف حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"میں سیدنا غوثِ پاک کی خدمت میں تیرہ (۱۳) سال تک رہا۔ مگر اس طویل عرصہ میں یہ کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کبھی کسی امیر کے دروازے پر گئے ہوں یا کسی رئیس کا عطیہ قبول کیا ہو۔"

آپ نہ کبھی کسی بڑے سے بڑے امیر آدمی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے اور نہ ہی کبھی کسی حاکم کے بچھونے پر بیٹھے، نہ ہی کسی بادشاہ کے دسترخوان پر کھانا کھایا۔

اسی سلسلے میں یہ ایک عبرت ناک تاریخی واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ مستنجد باللہ نے حاضرِ خدمت ہو کر آپ کی خدمت میں سنہرے دیناروں سے بھری ہوئی تھیلیاں پیش کیں تو آپ نے نفرت سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: "مجھے اس دولت کی قطعی ضرورت نہیں۔" مگر خلیفہ نے اسے قبول کر لینے پر جب زیادہ اصرار کیا تو آپ جلال میں آگئے، دونوں تھیلیوں کو ہاتھوں میں لے کر نچوڑا تو ان میں سے خون بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر خلیفہ گھبرا گیا۔ آپ نے فرمایا:

"ابو المظفر! تمہیں شرم نہیں آتی کہ غریب عوام کا خون نچوڑ کر میرے پاس لے آئے ہو۔"

Marfat.com

آپ کی گرجدار آواز میں یہ تادیبی الفاظ سن کر خلیفہ کو غش آگیا۔[1]

غربا پروری

آج رحمت سے بغل گیر ہے ہر ایک تڑپ
چارہ سازِ دلِ ناشاد ہیں غوث الاعظم

ابوالحسن بن اردم المحمدی نے بتایا:

"حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خداترس اور نرم دل تھے۔ آنکھوں سے جلد آنسو بہہ نکلتے۔ کسی سائل کو رد نہ کرتے۔ اگر آپ کے پاس دو کپڑے ہوتے تو ایک کسی غریب کو بخش دیا کرتے۔"

جودم میں غنی کر دے گدا کو!
وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم

ایک دفعہ آپ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھ کر فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہے؟۔ وہ کہنے لگا۔ یا حضرت آج میں نے ملاح سے کہا کہ مجھے دریائے دجلہ کے پار لے چل مگر اس نے انکار کر دیا۔ میرا دل اس فقر و فاقے سے ٹوٹ گیا ہے۔ ابھی فقیر کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ کسی شخص نے آکر ہزار دینار کی تھیلی حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے فقیر سے کہا کہ یہ تھیلی اس ملاح کے پاس لے جاؤ اور اسے یہ دے کر کہو کہ آئندہ کسی فقیر کو پار لے جانے سے انکار نہ کیا کرے۔ اور اس فقیر کے لیے آپ نے اپنی پوشاک اتار کر دی اور کہا کہ اسے بازار میں بیچ کر گزارا کرو۔[2]

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم

---

[1] بہجۃ الاسرار ص ۱۶۱ ۔ قلائد الجواہر ص ۲۰ ۔ نزہۃ الخاطر ص ۵۷ ۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۴ ۔

[2] قلائد الجواہر ص ۱۹ ۔ بہجۃ الاسرار ص ۱۰۴، ۱۰۵ ۔ تفریح الخاطر ص ۵۲ ۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابوالمظفر منصور بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے سیدنا غوث الاعظم سے بڑھ کر کوئی شخص خوش اخلاق، کشادہ دل، بزرگ ذات اور انسانوں سے محبت کرنے والا نہیں دیکھا"۔

آپ ہمیشہ ناداروں اور کمزوروں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے۔ غریبوں اور مسکینوں کی آپ بڑی دلجوئی فرماتے اور فقیروں کی بڑی آؤ بھگت کرتے۔ آپ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ دنیا میں کوئی بھوکا نہ رہے۔ چنانچہ خود فرماتے تھے:

"ساری دنیا کی دولت اگر میرے قبضہ میں ہو تو بھوکوں کو کھانا کھلا دوں"[1]

آج بھی آپ کے مرید گیارہویں شریف کے مبارک موقع پر ہزاروں لاکھوں من کھانا کھلا کر سیدنا غوث الاعظم کی اسی خواہش کی تکمیل کرتے ہیں۔

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آپ کا دسترخوان وسیع تھا۔ طالب علموں کی آپ مالی امداد فرماتے تھے"۔

آپ بڑی محبت سے پریشان حالوں کی مشکلات حل فرماتے۔ فقیروں سے تواضع سے پیش آتے اور گداگروں کو اپنے دروازے پر کھڑے ہونے سے پہلے ہی کچھ عطا فرما دیتے غمزدہ لوگ آپ کو دیکھتے تو خوش ہو جاتے۔ غرض کہ کوئی سوالی کبھی آپ کے دروازے سے خالی نہ پھرا۔ حتیٰ کہ چور آپ کے یہاں چوری کے ارادے سے آیا۔ آپ نے اسے خالی ہاتھ جاتے دیکھا تو قطب بنا دیا[2]

ان کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

---

[1] بروایت مورخ ابن النجار۔ قلائد الجواہر ص ۱۸، ۱۹۔

[2] بہجۃ الاسرار، تحفہ قادریہ ص ۱۹، ۲۰۔ خزینۃ الاصفیاء فارسی ج ۱، ص ۹۰ مطبوعہ لکھنؤ۔

Marfat.com

غرض کہ سرکار غوث پاک کا ہر ہر لمحہ خدمتِ خلق کے لیے وقف تھا۔ مدرسہ قائم تھا۔ خانقاہ کھلی ہوئی تھی۔ ایک دن میں چالیس چالیس ہزار تک کی نذر آتی۔ لیکن شام تک غریبوں میں سب دولت لٹادی جاتی۔ اپنی ذات پر چار پیسے خرچ نہ فرماتے۔ خود روزے پر روزے رکھتے۔ لیکن بھوکوں کو خوب کھانا کھلاتے۔ جو ضرورت لے کر آتا پوری فرما دیتے۔ ضرورت کو دیکھتے۔ ضرورت مند کو نہ دیکھتے۔ خود فرماتے تھے:

"میں خوب غور کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے اور سب کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے سے بہتر کوئی عمل نہیں۔"

ہیں اخلاق میں خُلقِ ظلِّ نبی

ہے خوئے نبی خصلتِ غوث الاعظم

Marfat.com

اخلاق وعادات

جذب ہوتے ہیں کلی کلی میں بن کے سیلِ بہار
خوشبو بن کر پھول سے نکلے نہک اٹھا سنسار

سیدنا غوث الاعظم محبت و شفقت کا نورانی پیکر تھے ۔ سب سے بڑے عالم شریعت اور امام طریقت ہونے کے باوجود آپ سب سے بڑھ کر کریم النفس، خوش اخلاق اور بے رقیق القلب واقع ہوئے تھے ۔ سلام کرنے میں ہمیشہ خود پہل کرتے اور پھر بڑی خندہ پیشانی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیتے ۔

حالانکہ اللہ پاک نے آپ کو رعب و وقار اس قدر عطا فرمایا تھا کہ امیر وزیر اور سلطان وقت تک آپ کو دیکھتے تو خود بخود مرعوب ہو جاتے مگر آپ غریبوں فقیروں کے حق میں بڑی انکساری دکھاتے ہر کس و ناکس کے پاس بیٹھ جاتے ۔ ناداروں کی شفقت سے مزاج پرسی فرماتے ۔ مگر بے ہودہ لوگوں سے آپ ہمیشہ دور رہتے اور امیروں کو کبھی منہ نہ لگاتے ان سے ہمیشہ سخت لہجے میں گفتگو فرماتے اور اس کی وجہ یہ بتاتے تھے :

"ان کے دل کا میل بہت سخت ہوتا ہے ۔ چنانچہ تند و تیز کلمات کی سختی ہی اسے کھرچ سکتی ہے ۔"

بہرحال آپ اپنے تمام فضل و کمال کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ بڑے لطف و کرم سے پیش آتے ۔ اپنے علم و فضل کی نمائش نہ کرتے ۔ جب کسی کے جرم ظاہر ہو جاتے تو معاف کر دیا کرتے ۔ دوستوں کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ۔

Marfat.com

خوشی سے میں اپنے قدم چوم لوں تو زیبا ہے
وہ لغزشوں پہ مری مسکرائے ہیں کیا!

مگر یہ ذاتی معاملہ کی بات تھی۔ اس کے برخلاف اگر احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی کو پاتے تو آپ غضب ناک ہو جاتے۔ خلیفۂ وقت کو بھی کھری کھری سنا دیتے لیکن اپنے نفس کی خاطر کبھی کسی پر غصہ نہ فرماتے۔ آپ کے سامنے خالص قرآنی احکام اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ تھے جن کی پابندی میں آپ لذت محسوس کرتے تھے۔

چنانچہ امام ابو عبداللہ الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "سیدنا غوث الاعظم ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والے، اللہ کے خوف سے جلد رو دینے والے، نرم دل، خوش اخلاق، آپ کی ذاتِ والاصفات نیکی کا نشان اور بھلائی کی پہچان تھی۔ آپ کی نورانی شخصیت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ تھی"۔

؎ تیرے غلاموں میں بھی جو تیرا ہی عکسِ شانِ کرم نہ ہوتا
تو بارگاہِ ازل سے ان کا خطاب "خیر الامم" نہ ہوتا

چنانچہ:

"توفیقِ الٰہی" ——— آپ کو ہر وقت حاصل تھی!

"تائیدِ الٰہی" ——— آپ کے لیے مستعد تھی!

"فتح" ——— آپ کی دولت تھی!

"حلم" ——— آپ کی عادت تھی!

"صدق" ——— آپ کی غذا تھی!

"مشاہدۂ حق" ——— آپ کی شفا تھی! ——— اور

"ذکرِ الٰہی" ——— آپ کا معمول تھا! [1]

Marfat.com

حق گوئی بے باکی

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حق گوئی میں دنیا کی کسی طاقت کی پرواہ نہ کرتے۔ ایسے سرکاری مشائخ اور درباری ملاؤں کے آپ سخت مخالف تھے جو ظالم بادشاہوں کی ہاں میں ہاں ملاکر دنیا کماتے ہیں۔ آپ ایسے درباری علماء کو برسرِ عام ذلیل و خوار کرتے تھے۔ ایک بار اسی قسم کے ایک سرکاری مولوی کو ڈانٹتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"تجھے شرم نہیں آتی تیری حرص و ہوس نے تجھے ظالموں کی خدمت گزاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا ہے۔ بھلا اس طرح تو کب تک حرام کھاتا رہے گا اور آخر کب تک ظالم بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملاتا رہے گا؟

یاد رکھ اس کی دنیاوی بادشاہت عنقریب ختم ہو جائے گی اور تجھے اپنے حقیقی بادشاہ کی خدمت میں پیش ہونا پڑے گا جس کو کبھی زوال نہیں۔"[1]

دنیا پہ خاک طالب دنیا پہ خاک ہے
عشقِ خدا کر دکہ وہ بہتر ہے پاک ہے

غرض کہ حق گوئی کے سلسلہ میں آپ بڑی سے بڑی طاقت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ حق بات آپ صاف کہتے۔ بے باکانہ کہتے اور دلیرانہ کہتے۔ اور کہتے وقت آپ پر کسی کی امارت و ریاست کا مطلق اثر نہ ہوتا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت سرگرم تھے۔ چنانچہ نیک بات کی ہدایت کرنا اور بری بات پر ٹوکنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ خواہ کسی منصب کا آدمی ہو

---

[1] قلائد الجواہر۔

Marfat.com

کیسی ہی بلند حیثیت رکھتا ہو، کتنا ہی صاحب اقتدار ہو۔ بڑی باتوں میں کوئی رعایت نہ کرتے حق بات منہ پر کہتے تھے۔ وہ صاحب اقتدار امراء و وزراء جن کے نام سے سلطنت کے افراد کانپ اٹھتے تھے۔ لیکن یہی لوگ جب آپ کی زبانِ حق بیان سے خود اپنے خلاف برسرِ عام تنقید سنتے تو شرمندہ ہو جاتے۔ اللہ نے ایسا رعب و وقار عطا فرمایا تھا کہ امراء و وزراء کی کیا حیثیت؟ خود خلیفہ وقت کو خلافِ دین بات پر اس طرح ڈانٹ دیتے تھے کہ وہ لرز اٹھتا تھا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ اس زمانہ میں ایک امیر بڑا مغرور نشہ دولت میں چور اور کمزوروں پر ظلم و ستم توڑنے میں مشہور تھا۔ نام تھا "یحیٰ بن سعید" خلیفہ نے کسی بات پر خوش ہو کر اُسے بغداد شہر کا قاضی بنا دیا۔ قاضی ظالم، خلیفۂ وقت کا تقرر، بھلا کس کی مجال جو زبان کھول سکے۔ مجبور جمہور دوڑ بھاگے۔ آپ کے پاس آئے۔ آپ ہی اس عہد کے سب سے بڑے قائد اور بے باک مدبر تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ایک مجلسِ وعظ میں جو خلیفہ کو موجود پایا تو برملا ڈانٹ کر فرمایا:

"تو نے اللہ کے بندوں پر ایک ایسے شخص کو مسلط کر دیا ہے جو "اظلم الظالمین" ہے کل قیامت میں جب تو "رب العالمین" کے روبرو پیش ہوگا جو "ارحم الراحمین" ہے تو کیا جواب دے گا۔؟"

یہ سن کر خلیفہ خوف سے لرزنے لگا۔ معافی مانگی اور اسی وقت قاضی کو معزول کر دیا۔[1]

ہم نوا اظہارِ حق تو حوصلہ کی بات ہے
دار کی منزل ہو یا مرحلہ زنجیر کا

---

[1] قلائد الجواہر ص ۶۔

Marfat.com

غوث الاعظم کی سیاست

یہ وہ دور تھا جب بادشاہ مطلق العنان ہوا کرتے تھے۔ سلطان کی ذات ہر اعتراض سے بالاتر سمجھی جاتی تھی۔ کیا مجال کہ خلیفہ کو سرِعام کوئی روکے ٹوکے۔ ذرا سی دیر میں حق گو معترض کی گردن اڑا دی جاتی تھی۔ مگر ایک آپ کی ذات تھی کہ ہر خوف و خطر سے بالاتر تھی۔ حق کے مقابلہ میں آپ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ غلط بات پر خلیفہ تک کو سرِعام لتاڑ دیتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ نے اپنے وزیرِ اعظم ابن سیرہ سے کہا کہ شیخ عبدالقادر برسرِعام میری توہین کرتے رہتے ہیں۔ اپنے مہمان خانے میں اُگے ہوئے کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں "سرکشی نہ کر۔ باز آ۔ ورنہ تیرا سر اڑا دوں گا۔" چنانچہ سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ اشارہ میری ذات کی طرف ہوتا ہے۔ اس سے میری سخت تذلیل ہوتی ہے۔ میری طرف سے تنہائی میں جاکر ان سے کہنا کہ خلیفۂ وقت سے یہ برتاؤ اچھا نہیں جب کہ وہ خود حقوقِ خلافت کا بہتر علم رکھتے ہیں۔ چنانچہ وزیرِ اعظم سادہ لباس میں آپ کے مدرسے کے ایک کونے میں جاکر تنہائی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اس وقت آپ وعظ فرما رہے تھے۔ تمام حقیقت آپ پر منکشف ہو چکی تھی۔ چنانچہ وہیں سے بآوازِ بلند آپ نے اعلان فرمایا:- "بے شک میں اس کا سر کاٹوں گا۔ جو مخلوقِ خدا پر رحم نہیں کھاتا وہ خود بھی کسی رحم کا مستحق نہیں ہو سکتا۔"

خلیفہ نے وزیرِ اعظم کی زبانی جب یہ اعلانِ عام سُنا تو دبدبۂ غوثیت سے کانپ گیا۔ سادہ لباس میں ایک عام آدمی کی طرح خود دربارِ غوثیت میں حاضر ہوا۔ اور ایک طرف

Marfat.com

کونے میں باادب بیٹھ گیا۔

غوث الاعظم نے دیکھا تو اسے مخاطب کر کے برسرِ مجلس فرمایا :

"دیکھ ! اللہ نے تجھ پر احسان کیا کہ تجھے تخت و تاج سے نوازا۔ ورنہ تجھ میں اور ایک عام آدمی میں کیا فرق ہے ؟۔ اگر ابھی تجھے پکڑ کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے کھڑا کر دیا جائے تو تیس درہم سے زیادہ کوئی نہ لگائے۔ اس لیے اپنے مالک کا شکر ادا کر۔ اور شکر کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مخلوق سے مہربانی کے ساتھ پیش آ۔ بس میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اگر اب بھی تو نے ظلم سے ہاتھ نہ روکا تو یہ سر دھڑ پر نہ رہے گا۔ اور دنیا کا مالک اپنا سایہ تیرے سر سے ہٹا لے گا"

یہ سن کر خلیفہ لرز گیا۔ وہ جانتا تھا کہ بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اس کے احکام کی بجا آوری کے لیے تو حکومت کے کارندوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس میں دیر سویر بھی ہو سکتی ہے۔ مگر احکام غوثیت کو بجا لانے کے لیے کائنات کا ذرہ ذرہ تیار بیٹھا ہے۔ غوث الاعظم کی زبان مبارک ہلنے کی دیر ہے کہ رجال الغیب کے مسلح لشکر حکومت وقت کا اک آن میں تختہ الٹ دیں گے۔

یہ سوچ کر خلیفہ زار و قطار رونے لگا۔ آپ کے دل میں یہ کہاں تاب تھی کہ کسی کی آنکھ میں آنسو دیکھ سکیں۔ چنانچہ فوراً لہجہ نرم ہو گیا۔ دریائے کرم جوش میں آیا۔ بشارتیں دینا شروع کر دیں نتیجہ یہ کہ خلیفہ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ جب تک زندہ رہا آپ کا غلام بنا رہا۔ جو ہدایت دی قبول کی۔ جو حکم دیا پورا کیا۔ اسی طرح آپ اپنے دور میں عملاً حکومت کی مشینری پر قابض ہو چکے تھے امراء و وزراء کا تو ذکر ہی کیا خود خلیفۂ وقت فرمانبردار تھا۔ چنانچہ حکومت و خلافت میں فقیرانہ شان پیدا ہو گئی تھی۔

اگرچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تیسری صدی کے آخر میں خلافت عباسیہ کا زوال شروع ہو گیا تھا اور المتوکل کے بعد تو خلافت برائے نام رہ گئی تھی۔ لیکن آپ کے زمانہ میں

Marfat.com

خلافت کا دبدبہ پھر لوٹ آیا۔ چنانچہ المستنجد اور المقتفی طاقتور خلیفہ ہوئے جس کی روشن وجہ یہ تھی کہ ان کی سیاست حضور سیدنا غوث الاعظم کی سیاست تھی۔ وہ سب آپ کے زیر اثر تھے اور آپ کے حکم کے مطابق حکومت کا کاروبار چلاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ ہی دن میں بغداد کا نقشہ بدل گیا اور عالم اسلام میں حسین انقلاب آ گیا۔

روزمرہ کی زندگی کا دستور العمل!

نشانِ شانِ محبوبی، بیانِ سرِّ مطلوبی
بصیرت مثلِ پیغمبر، بصورت حُسنِ یزدانی
(شاہ نیاز بریلوی)

دنیا میں بسر یوں عمر ہوئی — حق بات سُنی، حق بات کہی
ہر لمحہ عبادت میں گزرا — ہر سانس مئے عرفاں میں ڈھلی
(شاعر لکھنوی)

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح الہروری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث الاعظم کی چالیس سال تک مسلسل خدمت کی ان کا بیان ہے:

"میں نے اس طویل عرصہ کے دوران دیکھا کہ آپ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے دوران کبھی خلیفہ بغداد در دولت پر حاضر ہوا مگر آپ سے شرفِ ملاقات حاصل نہ کر سکا۔ کیونکہ آپ کو اپنے طریق عبادات سے فرصت نہ ملی۔

آپ رات کے پہلے حصہ میں نماز پڑھتے پھر ذکر فرماتے۔ پھر آپ کا جسم نڈھال ہونے لگتا اور مختصر ہو کر بہت چھوٹا سا رہ جاتا۔ اور پھر بعض اوقات بہت بڑا دکھائی دیتا۔ کبھی آپ کا جسم ہوا میں اڑتا دکھائی دیتا۔ رات کے تیسرے حصہ میں

Marfat.com

آپ اکثر غائب ہو جاتے۔"[1]

آپ کی عادت تھی کہ سجدہ دراز فرماتے۔ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ جاتے اور مراقبہ فرماتے۔ آپ کے جسم مبارک کو نور کی شعاعیں اپنی لپیٹ میں لے لیتیں۔ ان نورانی شعاعوں سے آنکھیں چکاچوند ہو جاتی تھیں۔ بعض اوقات مجھے سلام کرنے کی آوازیں آتیں اور آپ وعلیکم السلام۔ کہتے۔ غرض کہ اس طرح آپ نماز صبح کے لیے باہر تشریف لے آتے۔"[1]

صبح سویرے آپ مسجد تشریف لے جاتے۔ حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق نمازِ فجر اول وقت میں ادا فرماتے۔ پھر دن چڑھنے تک کلام پاک کی تلاوت کرتے رہتے۔ اشراق کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ سب کی خیریت معلوم کرتے۔ بچوں کو پیار کرتے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں۔ ہر ایک کی ضرورت دریافت فرما کر روزمرہ کا سودا سلف خریدنے بازار تشریف لے جاتے۔ راستے میں عقیدت مند جمع ہو جاتے۔ آپ سب پر شفقت فرماتے جاتے۔ گلی کوچوں میں بچے گھیر لیتے تو آپ انہیں پیار کرتے اور مٹھائی خرید کر ان میں تقسیم فرماتے۔ گھر کے کاموں سے فرصت پا کر اپنے مدرسے میں آ بیٹھتے فقہ و حدیث کے درس کے بعد طلباء کی مشکلات حل فرماتے۔ لوگ استفسار لے کر آتے۔ تو آپ بڑی خندہ پیشانی سے جواب عنایت فرماتے۔ دوپہر کا دسترخوان بچھتا تو مہمان اور طلبا سب ہی مل جل کر کھانا کھاتے۔ مگر آپ اکثر روزے دار ہونے کے سبب ہفتے میں صرف ایک دو بار ہی کھانا نوش فرماتے۔ یہاں بہت سے ضرورت مند بھی آجاتے۔ آپ تمام حاجت مندوں کو کھانا، کپڑا اور ضروریات کی چیزیں مہیا فرماتے جو بھی نذر آتی تمام حاجت مندوں میں اسی وقت تقسیم فرما دیتے۔[2]

---

[1] بہجۃ الاسرار

[2] تحفۂ قادریہ ص ۱۶۔ قلائد الجواہر ص ۸، ۲۶۔

مغرب کے وقت آپ کی افطاری میں جو کی ایک ٹکیا گھر سے آتی۔ آدھی خود کھاتے اور آدھی کسی عقیدت مند کو عنایت فرما دیتے۔ خدا معلوم کس بل پر جیتے تھے۔

شب میں محفلِ وعظ جمتی جس میں خاص و عام سبھی شریک ہوتے۔ علماء و امراء اور وزراء کے علاوہ خود سلطانِ وقت حاضر ہوتا اور سر جھکا کر ایک طرف باادب بیٹھ جاتا۔ اپنے وعظ سے آپ لوگوں کے ضمیروں کو اس قدر جھنجھوڑتے کہ لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں خود خلیفۂ وقت زار و قطار روتا۔ وعظ ختم ہوتا تو لوگ قطار در قطار نہایت عقیدت مندی سے آپ کے دستِ حق پرست پر مرید ہونے کے لیے آگے بڑھتے۔ غیر مسلم تائب ہو کر اسلام قبول کر لیتے۔ آخر آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے حجرے تشریف میں تشریف لے جاتے۔ اور تمام رات یادِ الٰہی میں جاگ کر گزار دیتے۔ زندگی میں آپ کو کبھی کسی نے سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دن رات میں ہر وقت ہی جاگتے ہوئے پائے گئے۔ خدا معلوم مستقل بے آرامی کے باوجود کس طرح زندہ و تابندہ تھے

ان کا سونا بھی عبادت جاگنا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفےٰ کی بات ہی کچھ اور ہے

دراصل یہ آپ کی بڑھی چڑھی ہوئی روحانیت ہی کا کرشمہ تھا جس کے سبب آپ ایسے محیر العقول دستور العمل پر کار فرما تھے۔ اس طرح تقریباً نصف صدی تک آپ اپنی ذاتِ والاصفات سے علم و عرفان کا نور پھیلاتے رہے[1]

تمہاری نیکیاں زندہ تمہاری خوبیاں باقی

---

[1] قلائد الجواہر ص ۴، ۳۸۔ بہجۃ الاسرار ص ۲۴، ۹۴، ۹۵۔ سفینۃ الاولیاء ص ۶۴
اخبار الاخیار فارسی ص ۱۷ سطر ۲ تا ۲۴۔

Marfat.com

سراپا شریف

تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار
گل جدا ، سرو جدا ، نرگسِ بیمار جدا

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ علماء کا لباس زیبِ تن فرماتے تھے
جسمِ اقدس سخت عبادت و ریاضت کے سبب ہمیشہ کمزور رہا کرتا تھا

خوشبو سے جس کی عالمِ امکاں مہک اٹھا
وہ پیرہن وہ جسم معطر تو دیکھیے

سیدنا پاک کا:

قد مبارک ——— درمیانہ تھا

ابرو ——— باریک و پیوستہ

لب ——— شگفتہ

پیشانی ——— بلند

سینہ ——— کشادہ

Marfat.com

ریش مبارک ——— بڑی اور پُر نور

رخسارے ——— نورانی

چہرۂ اقدس ——— ایسا روشن کہ دیکھنے والوں کی نظر نہ ٹھہرے۔

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

لب و لہجہ ——— کسی قدر تیز اور بڑا پُر اثر تھا۔

جمال باکمال ——— کا یہ عالم تھا کہ دیکھتے ہی لوگ دل گرفتہ ہو جاتے تھے۔

پڑی ہے بزم میں جس شخص پر نگاہ تیری
وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اُف پناہ تیری

مختصر یہ کہ آپ مجموعی طور پر نور کا پیکرِ جمیل تھے۔ [1]

رُخِ محبوبِ سبحانی کے صدقے
ہیں اس تصویرِ نورانی کے صدقے

---

[1] بہجۃ الاسرار ، قلائد الجواہر۔

Marfat.com

وصالِ حق

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

وصالِ پاک کے وقت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف اکیانوے سال تھی۔

ربیع الثانی ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء میں سخت علیل ہوئے۔ انتہائی ضعف و نقاہت کے باوجود آپ ہر شخص کی بات کا جواب نہایت معقولیت سے دیتے۔ مرض دریافت کرنے پر فرماتے کہ میرے مرض کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔

وصال کے وقت انبیائے عظام، اولیائے کرام اور ملائکہ و جنات آپ سے روحانی طور پر ملاقات کرنے آتے رہے۔ خود فرماتے تھے کہ

"بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہیں۔ اُن کے لئے جگہ فراخ کردو۔"

ارواحِ مقربین کے آنے پر آپ ان کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے۔

ایک رات آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری رہے:

"میں کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ ملک الموت سے کچھ اندیشہ رکھتا ہوں۔"

یومِ وصال آپ نے ایک طویل سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں مانگیں۔

وصال کے وقت آپ نے اپنے بیٹے سید عبدالوہاب جیلانی رحمۃ اللہ کو وصیت

Marfat.com

فرمائی:

۱ ۔ اپنے نفس پر تقویٰ کو لازم رکھنا!۔

۲ ۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا!۔

۳ ۔ توحید پر ثابت قدم رہنا!۔

۴ ۔ یاد رکھو۔ جو شخص اپنی ذات کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو دنیا کی تمام چیزیں اس کی ملکیت میں دے دی جاتی ہیں!!

آخر وقت تک آپ کی نورانی سانسوں میں ذکرِ حق سنا جاتا رہا۔ اس طرح ۱۱ ربیع الثانی بروز شنبہ ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء کو آخر کار آپ کو وصالِ حق حاصل ہو گیا۔

ع تھے نورِ خدا، نورِ خدا میں ہوئے شامل
کیا مرتبۂ قرب ہوا آپ کو حاصل
کیا راہ تھی ہوتے ہی رواں۔ آ گئی منزل
نقطے کی طرح دائرے میں ہو گئے واصل

ع ممکن نہیں اب موج جدا ہو لبِ جو سے
کیا رنگ ملا رنگ میں بول گئی بو سے

حضرت کی ولادت شریف ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ اکیانوے برس کی عمر پائی اور ۵۶۲ھ میں وصال ہوا۔ ولادت شریف کی تاریخ لفظ "عاشق" اور عمر شریف کی لفظِ "کمال" سے نکلتی ہے۔ "معشوقِ الٰہی" سے سنِ وصال نکلتا ہے۔

ع سنینش "کامل" و "عاشق" تولد
وصالش واں ز "معشوقِ الٰہی"

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصالِ پاک کی خبر سن کر لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ آپ کے متعلقین اور اہلِ خاندان آپ کا جنازہ دن کے وقت نہ اٹھا سکے

Marfat.com

کیونکہ کثرتِ ہجوم کے سبب سڑک پر گزرنا مشکل تھا۔ اسی انبوہِ کثیر کے باعث آپ کی میت کو دفن کرنا ناممکن ہوگیا۔ آخر رات کے وقت آپ کی تجہیز و تکفین ہوئی۔

ے اب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں عاصی
ہے شبِ گور بھی اس گل کے ملاقات کی رات

آپ کے مدرسے میں آپ کا جسدِ مبارک دفن کر کے دروازہ رات کو بند کر دیا گیا لیکن صبح کو مدرسہ کا دروازہ کھلتے ہی ہزار ہا لوگ مزارِ اقدس پر فاتحہ خوانی کے لیے اُمڈ پڑے۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ عرصۂ دراز تک جاری رہا اور دور دراز سے لوگ جوق در جوق صبح و شام مزارِ اقدس پہ حاضر ہوتے رہے۔ اور آج بھی بغداد شریف میں آپ کا مزارِ پُر انوار زیارت گاہِ خاص و عام ہے[۱]

ے ہیں زیرِ مزار، خوابِ راحت میں حضور
اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور
یہ سرِّ خفی ہے عینِ اعلانِ ظہور
فانوس میں شمع، ساری محفل میں نور

---

[۱] ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

فیضِ قادری

ے "قادری گلشن رہے گا تا ابد پھولا پھلا
حشر تک لیتے رہیں گے لوگ نامِ غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وصالِ حق کے بعد صرف ہماری ظاہری آنکھوں سے مستور ہوئے ہیں۔ ورنہ روحانی طور پر آپ کسی سے دور نہیں۔

ے نا فہمی اپنی پردہ دیدار کے لیے
ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کے لیے

چنانچہ اس سے پہلے جس طرح آپ لاکھوں انسانوں کو فیض یاب فرماتے تھے۔ اسی طرح آج بھی آپ اپنے معتقدین کو نوازتے ہیں۔

ے اے ذوقِ دید مژدہ کہ لیلائے رنگ وبو
چٹکی میں ہے نقاب کا گوشہ لیے ہوئے!

آپ کی نورانی تعلیمات ہر شخص کی رہبری کے لیے ہر جگہ موجود ہیں۔ آپ کے علم و عمل کا تذکرہ ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔

ے زندگی کتنی تیز رو ہے مگر...
ساتھ ساتھ آ رہی ہے تیری یاد

بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کا فیضِ روحانی قیامت تک کے لیے جاری و ساری ہے۔

ے کس طرح میں تجھے مردہ کہوں، مردہ سمجھوں
تجھ سے زندہ ہوں، تیرے ساتھ ہی میں زندہ ہوں

Marfat.com

فیضِ قادری سلسلۂ نقشبندیہ میں

قدم اس کے خود آ کے منزل نے چومے
بنے جس کے بھی رہنما غوث الاعظم

حضرت غوث الاعظم نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا تھا کہ "ڈیڑھ سو سال بعد ایک درویش 'بہاؤالدین' نامی 'بخارا' میں پیدا ہوگا۔ جو ہم سے خاص نعمت پائے گا۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میدان سلوک میں قدم رکھا تو حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے پر آپ حضرت غوث الاعظم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور "الغیاث، الغیاث، یا محبوب سبحانی" پکارتے ہوئے سوگئے۔ سوتے ہی خواب میں سیدنا غوث الاعظم کے فیوض و برکات سے نوازے گئے۔ لہ

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
(رضا بریلوی)

"جواہر مجددیہ" میں ہے کہ سیدنا غوث الاعظم کا خرقہ شریف حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے شاہ سکندر قادری کو پہنچا اور انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

"زبدۃ المقامات" میں خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا قول درج ہے:

"خرقہ شریف کے سبب مجھ پر انوار و تجلیات کا کثرت سے نزول ہوا"

حضرت شاہ کمال الدین قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہی سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شریف ہوئی پھر جب بچپن میں آپ شدید بیمار ہوئے تو شاہ کمال قادری کی نظر عنایت ہی سے شفایابی حاصل ہوئی اور پھر اس پر کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ شاہ صاحب نے اپنا لعاب دہن حضرت مجدد صاحب کے منہ میں ڈالتے ہوئے یہ مژدہ سنایا:

Marfat.com

"اسے ہم نے اپنی فرزندی میں لے لیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے بہت سی مخلوق درجہ کمال کو پہنچے گی۔"

چنانچہ فیض قادری کے طفیل شہباز لامکانی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس عروج و کمال تک پہنچے۔ اس کا اقرار کرتے ہوئے خود مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"مجھے نسبت فردیت جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اپنے والد شیخ عبدالاحد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اور ان کو یہ دولت حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی نے عطا فرمائی تھی۔"

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انہیں کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

"میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ وصال سے قبل اس مقام ولایت کے ملجا و ماوٰی تھے اور جس کو اس راستہ سے فیض پہنچتا تھا انہی کے توسل سے پہنچتا تھا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو یہ اونچے درجہ کا منصب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بالترتیب حاصل ہوا۔ ان کے بعد بالترتیب بارہ اماموں کو پہنچتا رہا۔ اور اسی طرح ان بزرگوں کے وصال کے بعد جس کسی کو فیض پہنچتا ہے ان ہی کے توسل سے پہنچتا ہے۔ اور بعد ازاں جتنے بھی اقطاب اور اولیاء اللہ ہوئے ہیں ان کے ملجا و ماوٰی بھی وہی ہیں۔ کیونکہ اطراف کو لامحالہ مرکز سے ملنا ہی پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

Marfat.com

قدس سرہ العزیز اس مرتبہ عالی تک پہنچ گئے اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے اور اب اس راستے میں جس قدر فیوض و برکات اولیاء اللہ کو پہنچتی ہیں ان کے ذریعہ سے پہنچتی ہیں کیونکہ فیض کا یہ مرکز ان کے بغیر کسی کو نہیں ملا"۔ [1]

سلسلۂ نقشبندیہ کے دوسرے بہت بڑے شیخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اعتراف فرماتے ہیں:

"حضرت غوث اعظم سے سلسلہ قادریہ کے خرقۂ اجازت کا تبرک حاصل کرنے کے بعد میرے باطن میں نسبت قادریہ کی برکات کا احساس ہونے لگا اور سینہ قادری نسبت کے انوار سے پُر ہو گیا .... قادری نسبت میں انوار کی چمک بہت ہے"۔ [2]

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم!

آج ان ذروں کو بھی ناز اپنی تابانی پہ ہے!
تیرے در کا نقش سجدہ جن کی پیشانی پہ ہے

جن بزرگ ہستیوں نے آپ سے فیض حاصل کرنے کے بعد شہرت حاصل کی ان میں سرفہرست حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی ہے جنہوں نے سیدنا غوث الاعظم سے فیض حاصل کیا۔ اور سلسلۂ سہروردیہ کے بانی مبانی کہلائے۔

---

[1] مکتوبات شریف فارسی ج ۳ ص ۲۵۱، ۲۵۲۔ مکتوب نمبر ۱۲۳ دفتر سوم مطبوعہ دہلی۔

[2] مقامات مظہری ص ۳۸۔

Marfat.com

فیض قادری سلسلہ سہروردیہ میں

چنانچہ خود شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"میں آغاز جوانی میں عقل کا بڑا تیز تھا۔ علم کلام۔ فلسفہ یونانی اور علوم مناظرہ مجادلہ وغیرہ پر مجھے بڑا عبور حاصل تھا۔ میرے چچا جان اکثر مجھے ایسے علوم سے روکتے رہتے تھے۔ مگر میں باز نہ آتا تھا۔ ایک دن میرے چچا جان مجھے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جا کر عرض کرنے لگے۔ یا سیدی! یہ میرا بھتیجا علم کلام اور فلسفہ میں مشغول ہے۔ میں نے بارہا منع کیا مگر یہ باز نہیں آتا۔ آپ نے میری طرف متوجہ فرماتے ہوئے کہا: عمر! تمہیں کون کون سی کتب یاد ہیں، میں نے بتایا فلاں، فلاں کتاب، یہ سنتے ہی آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا۔ خدا کی قسم! ابھی آپ کا ہاتھ میرے سینے سے جدا نہ ہوا تھا کہ ان کتابوں کا ایک لفظ بھی مجھے یاد نہ رہا۔ ان کتابوں کے تمام مسائل میرے ذہن سے نکل گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا سینہ علم لدنی سے بھر گیا۔ اور جب میں آپ کے آستانہ عالیہ سے واپس ہوا تو علم و حکمت اور علم لدنی میری زبان پر جاری تھا۔

نیز آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ تم عراق کے متاخرین میں شہرہ آفاق شخصیت ہو گے۔"[1]

---

[1] بہجۃ الاسرار ص ۳۲۔ ۳۳۔ قلائد الجواہر ص ۲۹، ۳۰۔ نفحات الانس فارسی ص ۵۷، ۳۔ تحفۂ قادریہ ص ۲۶، ۲۷۔

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث پاک کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں:

"حق تعالیٰ نے آنجناب کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک یکساں تصرف فرماتے ہیں۔ آپ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام کے لیے حصولِ ولایت اور حصولِ فیوضات کا وسیلہ کبریٰ اور واسطۂ عظمیٰ ہیں۔"[1]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ عطا فرمائی ہے۔ تمام اولیا مے دفت حاضر و غائب۔ قریب و بعید و ظاہر و باطن سب کے سب آپ کے فرمانبردار اس وجہ سے ہو گئے ہیں کہ انہیں راندۂ درگاہ ہونے کا خوف اور زیادتی مراتب کا شوق اس امر پر مجبور کرتا ہے"[2]

غرض کہ سلسلۂ قادریہ سے منسلک ہو کر لاتعداد اولیائے کرام فیض یاب ہوتے چلے آرہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ارضِ ہندوستان میں فیض یاب ہونے والے چند قادری حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کیے جاتے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوات۔ امام اہلِ سنت احمد رضا خان صاحب بریلوی حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، سید پاک موسیٰ شہید علیہ الرحمۃ۔ شاہ عبدالرزاق بانسوی

---

[1] ہمعات۔

[2] اخبار الاخیار۔

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ، شاہ محمد غوث قادری لاہوری، شاہ جلال قادری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔

بج گئے ڈنکے جہاں میں اولیاء اللہ کے
سجدہ گاہِ مومنیں ہے نقشِ پائے غوث پاک

پیران پیر کے مرید کی شان

غوث الاعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے!

عارفِ کامل شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

"میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا کہ جس پر غوث الاعظم کی نظرِ کرم ہو اور اسے خرقہ ملا ہو تو برکاتِ عالیہ کا اس پر ہجوم نہ ہو گیا ہو۔"

خود سیدنا غوث الاعظم نے فرمایا:

"مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مرید پر ہے۔ میں اپنے مرید پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے۔ مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہیں اٹھے گا، جب تک کہ میں سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔"

محشر میں میرا دامن اب چھوڑنے نہیں ہیں
اللہ یہ وہی ہیں جن کو ترس گیا ہوں

شیخ ابو القاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث الاعظم سے معلوم کیا کہ:

"اگر کوئی شخص آپ کا ذکر زبان پر لائے، لیکن اسے نہ تو آپ سے بیعت نصیب ہوئی ہو، نہ خرقہ ملا ہو، نہ خلافت عطا ہوئی ہو، تو کیا وہ بھی اس

Marfat.com

زمرہ میں آئے گا"؟۔

اس پر آپ نے فرمایا:

"جو شخص صرف میرے نام سے نسبت رکھے گا یا مجھ سے دل میں حسنِ اعتقاد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا خواہ وہ مجھ سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ اپنے پروردگار کی قسم! مجھ سے اللہ پاک نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میرے دوستوں، محبت کرنے والوں، نام پکارنے والوں اور حسنِ اعتقاد رکھنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا"۔[1]

میں قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیران پیر کا

مژدۂ جانفزا

فخر المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اخبار الاخیار" شریف میں فرماتے ہیں:

"فرمایا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیامت تک میرے مریدوں سے جو گھوڑے پر سوار ہو اور پھسل پڑے۔ میں اس کی مدد کرتا ہوں اور فرمایا۔ کہ ہر زمانہ میں میرا ایک زبردست مرید ہوتا ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، ہر لشکر میں میرا ایک سلطان ہے کہ اس کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ اور ہر مرتبہ میں میرا ایک خلیفہ ہے جو معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اور فرمایا جس وقت بھی تم اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ تمہاری حاجت پوری ہو جائے۔ جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے امداد طلب کرے اس کی مصیبت دور کی جاتی ہے۔

---

[1] بہجۃ الاسرار۔

Marfat.com

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ!

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا ندائقہ
کافی ہیں غوث الاعظم جیلاں میرے لیے (حسرت موہانی)

یہ عمل بڑے بڑے اولیاء کرام اور صوفیائے عظام کا وظیفۂ حیات رہا ہے۔ اس کی برکت سے راہِ طریقت کی اعلیٰ منزلیں سر ہوئی ہیں۔ اور سخت مشکلیں حل ہوئی ہیں یہ وہ عمل ہے جس کے وسیلے سے دلی مراد بر آتی ہے۔ اس کی تاثیر بندے کو خدا سے ملا دیتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے "ختم شریف" کی ترکیب یوں تحریر فرمائی ہے:

"اول دو رکعت نماز نفل پڑھیں پھر ایک سو بار درود شریف اور ایک سو بار "کلمہ تمجید" پڑھیں۔ اس کے بعد ایک سو بار۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ[1] پڑھیں۔ بعدہ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر ایک سو گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْئًا اِنَّہٗ
اَنْتُمْ لِیَ الْمَجْرِیْ وَاِنِّیْ جَارِیْ[2]

---

[1] انتباہ فی سلاسل اولیاء۔
[2] کرامات امدادیہ ص ۳ مطبوعہ دیوبند، تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴، ۱۱۵۔

ترجمہ: میرے سردار خدا کے واسطے کچھ تو دیجیے۔ آپ معطی ہیں میرے، میں ہوں سوالی للہ۔

صلوٰۃ غوثیہ

جو کوئی دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر عراق (بغداد شریف) کی سمت میرا نام لیتا ہوا گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر میرا نام یاد کر کے اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگے تو اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت پوری کر دے گا۔[1]

امام غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری کا اعلان ہے کہ:

"ہم "جماعت اہل حدیث" کے افراد یہ یقین رکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بڑے پکے موحد اور پورے متبع سنت تھے۔ جن کو آج کل کی اصطلاح میں "اہل حدیث" کہا جاتا ہے۔"[2]

لیجیے اب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی عقائد بھی سن لیجیے جن کی تعلیم دیتے ہوئے خود شیخ فرماتے ہیں:

"ہمارے امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت درج فرماتے ہیں: "بے شک ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا

---

[1] تفریح الخاطر ص ۵۶۔ بہجۃ الاسرار ص ۱۰۲۔ قلائد الجواہر ص ۳۶۔ اخبار الاخیار۔

[2] اہل حدیث ص ۳، ۷ جون ۱۹۳۲ء۔

Marfat.com

کہ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور (وَاِذَا قَرَءَ فَانْصِتُو) جب امام قرأت پڑھے تو خاموشی سے متوجہ ہو کر سنو۔"[1]

نماز تراویح کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

"(ھی عشرون رکعتہ) اس کی تعداد بیس رکعات ہے۔"[2]

اس کے علاوہ غوث الاعظم نے فرمایا:

"بزرگوں کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہونا مستحب ہے۔"[3]

ازواج واولاد

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آلِ رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسول

سیدنا غوث الاعظم نے چار بیبیوں سے شادی کی جن سے کثیر اولاد ہوئی۔ آپ کے ستائیس ۲۷ لڑکے اور بائیس ۲۲ لڑکیاں تھیں جن کی اولاد خوب پھلی پھولی۔ آپ کی ساری اولاد صاحبِ فضل وکمال اور مستجاب الدعوات ہوئی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی اولاد تمام عالمِ اسلام میں پھیل گئی۔ موجودہ ساداتِ گیلانی آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی طرح آپ کی اولاد کی بھی قابلِ قدر تصنیفات موجود ہیں۔

آپ کے جلیل القدر صاحبزادگان میں سے مندرجہ ذیل بہت زیادہ مشہور ہوئے:

سیدنا شیخ عبدالوہاب

---

[1] غنیۃ الطالبین ص ۳۹۰۔

[2] " ص ۴۸۹۔

[3] " ص ۳۱۔

Marfat.com

سیدنا شیخ عیسیٰ۔
سیدنا شیخ عبدالعزیز
سیدنا شیخ عبدالجبار
سیدنا شیخ عبدالرزاق
سیدنا شیخ محمد
سیدنا شیخ عبداللہ
سیدنا شیخ یحییٰ
سیدنا شیخ موسیٰ
سیدنا شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

غوث الاعظم کی اولاد کا منصبِ اعلےٰ

ہر دور میں سلاطین وقت نے آپ کی اولاد کی عزت و توقیر کی ہے۔ از راہِ قدر دانی انہیں سفارت و وزارت اور نقابت کے جلیل القدر عہدوں پر فائز کیا۔ اسی طرح عوام الناس نے بھی ہر زمانے میں آپ کی اولاد سے پوری پوری عقیدت مندی کا ثبوت دیا۔ خود عراق والے کسی بڑے سے بڑے آدمی سے اس قدر نہیں دبتے۔ جس قدر اس خانوادے کے کسی شہزادے کی قدر و منزلت کرتے۔ ان میں زہد و تقویٰ اور خیر و فلاح کے لحاظ سے جو سب سے زیادہ آگے ہوتا حکومتِ عراق اسے نقیب اشراف کے منصب پر فائز کرتی تاکہ دربار کے حالات اور اوقاف کے معاملات کی صحیح دیکھ بھال ہو سکے۔ فقیروں اور ناداروں کی خبر گیری بھی ان کے ذمہ ہوتی۔ یہ عہدے ہمیشہ آپ ہی کے خاندان میں رہے۔
چنانچہ ۱۸۹۴ء میں شیخ المشائخ حضرت علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ مسلمانانِ عالم کے روحانی پیشوا اور اوقافِ قادریہ کے متولی تھے۔ ترکی کے سلطان غازی عبدالحمید

Marfat.com

آپ ہی کے مرید تھے۔

حضرت کے صاحبزادے شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حکومت عراق کے وزیر اعظم تھے۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے عراق پر آپ کا اثر دیکھ کر عراق کی حکومت آپ کو پیش کی۔ مگر آپ نے انگریز کے ماتحت یہ بادشاہت قبول نہ فرمائی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ المشائخ سید محمود حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی انگریزوں نے عراق کی حکومت پیش کی مگر آپ نے بھی قبول نہ کی۔ کیونکہ آپ کو حقیقی بادشاہت حاصل تھی محبوب خلائق ہونے کے سبب ہر چھوٹا بڑا آپ کی بہت عزت کرتا تھا۔ اسی طرح السید پیر سید حسن گیلانی افغانستان میں سلسلہ قادریہ کے سربراہ تھے۔ بچہ سقہ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد تخت و تاج آپ کو پیش کرنا چاہا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا:

"درویش کو بادشاہت سے کیا تعلق؟ ہم اپنی اقلیم کے خود بادشاہ ہوتے ہیں۔"

۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۱ء تک عراق میں السید ہاشم مسعود نقیب الاشراف کے منصب پر فائز رہے۔ اور ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۲ء تک السید احمد عاصم نقیب الاشراف رہے غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کی دعوت پر آپ پاکستان بھی تشریف لائے تھے۔ آج کل السید شیخ ابراہیم سیف الدین بغداد شریف کے حالیہ نقیب الاشراف ہیں۔ آپ نے سلسلہ قادریہ کو بڑی وسعت دی ہند و پاک میں آپ کے لاکھوں مرید موجود ہیں۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں حکومت عراق کی طرف سے سید عبدالقادر گیلانی سفیر بن کر تشریف لائے اور آخر وقت تک یہیں رہے۔ وہ حکومت عراق کے سیاسی سفیر ہی نہیں بلکہ شیخ بغداد غوث الاعظم کی روحانی برکات کے سفیر بھی تھے۔ جن کی تشریف آوری سے بے شمار لوگ مستفید ہوئے۔ موصوف نے کراچی میں مرکز القادری قائم کیا جس سے اب بھی

Marfat.com

روحانی فیض کے سوتے پھوٹ رہے ہیں

اسلام کی اشاعت اور دین کی سربلندی کے لیے دنیا کے کسی گوشے میں کوئی تحریک ابھری اس میں کسی نہ کسی حیثیت سے سید عبدالقادر گیلانی کا نام ضرور شامل رہا۔ وہ اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ انہوں نے پاکستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور یہیں آسودہ خاک ہوئے۔ ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء حضرت کے وصال کی تاریخ ہے۔

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

غوث الاعظم کی اولاد کو ایذا پہنچانے کی سزا

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو جس کسی نے اذیت پہنچائی تو وہ اذیت پہنچانے والے کی ذات اور اس کی اولاد کی تباہی کا باعث بنی۔ چنانچہ علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو بچشم خود دیکھا کہ ایک دفعہ نائب حماہ نصوح نے آپ کی اولاد میں سے شیخ احمد بن شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کو اذیت پہنچائی تو چند ہی دنوں میں اللہ پاک نے اس کی جڑ بنیاد سے اکھیڑ دی اور اس ظالم کی اولاد میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ [1]

تصانیف مبارکہ

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بہت گراں قدر کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جن میں علم و حکمت کے موتی رولے ہیں۔ ان نورانی کتابوں میں انبیائے کرام کے مقامات سے لے کر اولیائے کرام کے احوال تک سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ دریائے معرفت

---

[1] قلائد الجواہر ص ۵۶۔

ہیں غوطہ لگانے والوں کے لیے آپ کا ہر وعظ ذریاباب ہے۔ آپ کا ہر کلمہ کرامت ہے جس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور باطنی اسرار کھلتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے عجب سرور اور اطمینانِ قلبی حاصل ہوتا ہے۔ دقائق و حقائق اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے۔ چند مشہور و معروف کتب کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ "غنیۃ الطالبین"
۲۔ "فتوح الغیب"
۳۔ "الفتح الربانی"
۴۔ قصیدہ غوثیہ شریف
۵۔ مکتوبات محبوب سبحانی
۶۔ کبریت احمر
۷۔ دیوانِ غوث الاعظم۔ وغیرہ وغیرہ۔

شعر و شاعری

آپ عربی زبان کے ایک بے مثل شاعر تھے۔ آپ نے اپنے شاعرانہ عظمتوں اور علمی نعمتوں کو اللہ رسول کی خوشنودی کے لیے استعمال کیا۔ دیوانِ غوث الاعظم حضرت کا مجموعہ کلام ہے جو عارفانہ حقائق کا خزینہ ہے۔ اور اسرار الٰہی کا گنجینہ ہے۔ نمونہ کلام کے طور پر آپ کی ایک غزل (ترجمہ کے ساتھ) نقل کی جاتی ہے۔

Marfat.com

نمونۂ کلام

گلشنِ صد رنگ و بو ہے مصرعہ مصرعہ شعر شعر
ہے بہشتِ معرفت گویا کلامِ غوثِ پاک! (اختر الحامدی)

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما
اے محبوب۔ ہمارے خانۂ دل میں بے پردہ چلا آ
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما
کہ اس گھر میں تیرے درد کے سوا کوئی غیر نہیں
فتنہ انگیز مشو، کاکلِ مشکیں مکشا
اپنی مہکتی ہوئی سیاہ زلفوں کو بکھیر کر فتنے برپا نہ کر
تاب زنجیر ندارد دلِ دیوانۂ ما
ہمارا دیوانہ دل اس زنجیر کی تاب نہیں لا سکتا۔
گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست؟
اگر میری قبر میں نکیرین آئے اور پوچھا کہ تیرا رب کون ہے
گویم آں کس کہ ربود ایں دلِ دیوانۂ ما
تو میں کہوں گا وہی ہے جو میرے دلِ دیوانہ کو لے گیا

Marfat.com

مُرغِ باغِ ملکوتیم، دریں دیرِ خراب

اس ویران دنیا میں ہم باغ ملکوت کے بلبل ہیں

میشود نورِ تجلائے خدا دانۂ ما

ہمارا دانہ (غذا) نورِ الٰہی کی تجلیاں ہیں

"محیؔ" بر شمعِ تجلائے جمالش می سوخت

اپنے محبوب کے حسن و جمال کی شمع پر "محی" جل مرا

دوست مے گفت زہے ہمتِ مردانۂ ما

یہ ہمت مردانہ دیکھ کر خود محبوب بیساختہ پکار اٹھا کہ شاباش!

سیدنا غوث الاعظم ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو عالمِ استغراق میں غرق تھے۔ اسی کیفیت و سرشاری میں یہ نورانی اشعار موزوں ہوئے۔

ملفوظات گرامی

تاب گویائی زباں میں جب تلک باقی رہے
آپ کی شیرینیٔ گفتار کی باتیں کریں

- اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ تزکیہ نفس کرو۔
- پانچ وقت نماز کی پابندی کرو اور اپنی ہر نماز اس طرح ادا کرو گویا یہ تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے۔
- پہلے علم حاصل کرو اس کے بعد (عبادت و ریاضت کے لیے) گوشہ نشینی اختیار کرو۔ کیونکہ جہالت کی وجہ سے (آدمی) اپنے کاموں کو سدھارنے کے بجائے بگاڑ لیتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو بھول جاؤ۔ لیکن شریعت کے چراغ کو ہمیشہ جلتا رکھو تاکہ راستے کی رہزنی اور اندھیرے میں کسی گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہو۔
- احکام الٰہی پر کاربند ہو جا۔ کاہل اور سست بن کر بے کار پڑا نہ رہ۔ مبادا تجھے تیرا رب مبتلائے عذاب کر دے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ان چیزوں کی فکر میں مبتلا کرتا ہے جو اس کے مقسوم میں نہیں۔ اہل و عیال کی فکر میں۔ بیوی بچوں کی تکلیف میں۔ روزگار کے اندر منافع کی کمی میں۔ اولاد کے نافرمان بن جانے اور

Marfat.com

بیوی کے ساتھ دیا ہم نفرت ہو جانے میں وہ جدھر بھی جاتا ہے ٹھوکر کھاتا ہے یہ سب سزا ہے حق تعالیٰ کی اطاعت میں کوتاہی کرنے کی[1]

- خالق کا شکوہ ـــ مخلوق سے مت کر بلکہ خود اس سے کر کہ وہی قادرِ مطلق ہے۔ اس کے سوا دوسرا تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔
- جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے۔ اور اس کو علمِ لدنی سکھاتا ہے۔
- بندہ گناہوں کو خوفِ الٰہی کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف حیا کی وجہ سے ترک کرے اور دل میں سوچے کہ اللہ پاک میری ہر حالت سے خبردار ہے اس لیے اس سے شرماتا رہے۔
- تصوف یہ ہے کہ صوفی دنیا سے قطع تعلق کر کے مخلوقِ خدا کی خدمت کرے۔
- دل کی تشویش اور فکر کا نام "محبت" ہے جو فراقِ محبوب میں حاصل ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں عاشق کو دنیا ماتم کدہ نظر آتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر حال میں مقدم جان کر اس کی طرف رجوع کرنے کا نام "وفا" ہے۔
- "صدیق" کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر اس کی ظاہری آنکھوں سے پردہ بھی اٹھا کر اس بات کو دکھا دی جائے تو اس کے یقین و ایمان میں جو پردہ اُٹھنے سے پہلے تھا کسی قسم کی زیادتی نہ ہو
- "اخلاص" یہ ہے کہ اعمال کا معاوضہ حاصل کرنے کا ارادہ نہ کیا جائے۔

---

[1] مجلس ۳۲ ۱۶۱۳

- اے عزیزو تم سے اکثر کہا جاتا ہے لیکن تم نہیں سنتے اگر سنتے ہو تو سمجھتے نہیں اگر کچھ سمجھ لیتے ہو تو عمل نہیں کرتے اور عمل بھی کر لو تو اکثر اعمال ایسے ہوتے ہیں جن میں "اخلاص" کا نام تک نہیں ہوتا۔
- نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا "شکر" ہے۔
- اس شخص کی صحبت اختیار کر جو "تقویٰ" اور علم میں تجھ سے بڑھ کر ہو۔
- کاہل مت بن کیونکہ "کاہل" ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور پشیمانی کی رسی اس کی گردن میں (جکڑی) ہوتی ہے۔
- جب کوئی فقیر، فاقہ کی آگ سے اپنے نفس کو جلا دے تو بس نور ہو جاتا ہے۔
- جس طرح لوہا دیر تک آگ میں پڑے رہنے سے آگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح انسان "محبت الٰہی" میں جل کر" قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔

اولیاء اللہ، دنیا و عقبےٰ کے تاجدار ہوتے ہیں۔

- رحمت نہ مانگ بلکہ رحیم کو مانگ۔
- علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے۔
- قول صورت ہے اور عمل اس کی روح ہے۔
- خالق کا شکوہ مخلوق سے مت کر بلکہ خالق سے کر کیونکہ وہی قادر ہے۔
- نعمت کا شکر گزار بن جا ورنہ وہ تیرے ہاتھ سے چھن جائیں گی۔
- عبادت الٰہی میں مصروف ہونے سے پہلے تم شریعت الٰہی کا چراغ (علم) حاصل کر لو۔ پھر عبادت میں مشغول ہو۔
- جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا

Marfat.com

- ولی اللہ یطلع علی اسرار تخصمہ[1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے خاص رازوں پر ولی اللہ مطلع ہوتے ہیں۔

- جب انسان فنا فی اللہ ہوجاتا ہے تو اس کو کائنات پر تصرف حاصل ہوجاتا ہے۔[2]

---

[1] غنیۃ الطالبین ص ۸۲۶۔

[2] فتوح الغیب مقالہ ۴۶۔

بندۂ پروردگارم اُمّتِ احمد نبی؛

دوست دارِ چار یارم تابا ولادِ علی؛

مذہب حنفیہ دارم ملّتِ حضرت خلیل

خاکِ پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

Marfat.com

گیارہ تاریخ کی اہمیت

قدرت کو ابتدا ہی سے دن دسواں اور رات گیارہویں مجبوب و مرغوب رہی ہے۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو آزمانے اور پھر اعلیٰ مراتب سے نوازنے کے لیے اکثر یہی تاریخ منتخب فرمائی ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی تاریخ کو آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود گلزار ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنوئیں سے نجات پائی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں روشنی واپس آئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو شکست دی۔ اور دریائے نیل میں فرعون کا لشکر غرق ہوا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے بطن سے نجات پائی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے طویل مرض سے شفا پائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے محبوب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی جان عزیز کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کی جانوں کا نذرانہ اسی تاریخ کو رب تعالیٰ کے حضور پیش کیا۔[1]

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل

اسی تاریخی اہمیت کے سبب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم شریف ہر ماہ اسی تاریخ کو دلواتے تھے

---

[1] کتاب ماثبت بالسنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی عجائب المخلوقات۔ از علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

وصال حق حاصل کرنے کے بعد یہی گیارہ تاریخ آپ کے عرس مقدس کے لیے بھی مخصوص ہو گئی۔

گیارہویں شریف کی ابتدا

علامہ امام یافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہِ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ اس کے بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم شریف دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوث پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الآخر ہے" [۱]

گیارہویں شریف کی امتیازی شان

حضور غوث پاک جس ذوق و شوق سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عرسِ مقدس ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد فرماتے تھے۔ اللہ پاک نے اسے ایسا قبولِ عام عطا فرمایا۔ کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کی فاتحہ کے لیے بھی ہر ماہ کی گیارہ تاریخ مقبول ہو گئی۔ چنانچہ :

"دیگر مشائخ کا عرس نو سال کے آخر میں ہوتا ہے۔ لیکن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرما دیا ہے" [۲]

---

[۱] قرۃ الناظرہ و خلاصۃ المفاخرہ ص ۱۱۔

[۲] وجیز الفراط ص ۸۳، از حضرت ملا محمد بن حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

چنانچہ علامہ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۱ھ) جو اس زمانہ کے علماء میں قرآن و حدیث کی زیادہ سمجھ رکھتے تھے۔ تحریر فرماتے ہیں:

"ہم نے اپنے سردار امام و عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہٗ کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے یوم عرس (یعنی گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔"[1]

گیارہویں شریف عرب و عجم میں

سرکار سیدنا غوث پاک کی گیارہویں شریف کی مبارک تقریب صرف پاکستان ہی میں مروج نہیں بلکہ اس کا اہتمام عرصۂ دراز سے بزرگانِ عرب و عجم کرتے آئے ہیں۔ جس کی شہادت ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کرنے والے محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں:

"بے شک ہمارے ملک (ہندوستان) میں آج کل (عرس پاک غوث اعظم یعنی گیارہویں شریف کی) گیارہویں تاریخ مشہور ہے۔ اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔

امام عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے۔ اور ان کے مشائخ بھی۔"[2]

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کل علماء ہند و پاک کے حدیث پاک کے استاد ہیں، گیارہویں شریف سرکاری طور پر منائے جانے کا ثبوت اس طرح پیش

---

[1] ماثبت من السنۃ ص ۱۲۷۔

[2] " " ص ۱۲۴۔

Marfat.com

فرماتے ہیں:

"حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکار غوث پاک کی شان میں قصائد اور منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے آس پاس مریدین حلقہ بنا لیتے اور ذکر جہر شروع ہوتا۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔" [1]

اسی طرح اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے محترم استاد ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے "دجیز الصراط" میں علامہ غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء ج ا ص ۹۹ میں، دارا شکوہ "سفینۃ الاولیاء" ص ۲۰ میں۔ حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمہ نے "تحفہ قادریہ" ص ۹۰ میں آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کے متعلق ثبوت پیش کیے ہیں۔

گیارہویں شریف کا ثبوت

بزرگان دین کی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گیارہویں شریف موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ اسلاف کا قدیم طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے:

"ما راٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن" [2]

(یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے)

---

[1] ملفوظات عزیزی ص ۶۲ فارسی۔ [2] موطا امام محمد ص ۱۴۰۔ کتاب الروح ابن قیم ص ۱۰، تفسیر مواہب الرحمٰن، مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ رد المختار ص ۵۱۸۔ لمعات فارسی ص ۲۹۔ بستان العارفین عربی ص ۹ ج ۴۲۔

Marfat.com

کتب اصول میں ہے:

"المستحب ما احبه العلماء"

(یعنی: مستحب وہ ہے جسے علماء پسند کریں۔)

چنانچہ زمانۂ قدیم سے علماء کرام اور مشائخ عظام گیارہویں شریف کی تقریب کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔

گیارہویں شریف کی تقریب کے لوازمات

گیارہویں شریف چند اعمالِ خیر کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱ ـــــ قرآن شریف کی تلاوت۔

۲ ـــــ درود و سلام۔

۳ ـــــ مجلسِ ذکر و فکر کا اہتمام

۴ ـــــ ایصالِ ثواب بارواحِ اولیاء کرام۔ بالخصوص پیرانِ پیرِ دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵ ـــــ تقسیمِ شیرینی و طعام۔

یہ تمام اعمال اللہ پاک کے قرب کا ذریعہ ہیں اور اسی سے خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ہر عمل کی فضیلت قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ چنانچہ:

۱ ـــــ کلام پاک پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

۲ ـــــ اسی طرح ایک بار درود شریف پڑھنے والے پر دس نیکیاں نازل ہوتی ہیں۔

۳ ـــــ اور کلمہ طیبہ تو ساتوں آسمانوں اور زمینوں پر بھاری ہے جس کے ذکر کی بڑی فضیلت ہے۔ ذکر کے سبب اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کے حلقے کو جنت کی کیاریاں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

۴ــــ ایصالِ ثواب کی برکات بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہیں چنانچہ قرآن و حدیث میں متعدد جگہ زندوں کی دعا اموات کے لیے، پیغمبروں کی دعائیں اگلی پچھلی امتوں کے لیے، ملائکہ کی دعائیں اہلِ زمین کے لیے، اس قدر متعدد طریقوں سے تلقین کی گئی ہیں کہ جن کے بعد کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی ایک مسنون طریقہ ہے جو خود حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، بزرگانِ دین اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"ایک شخص نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں مر گئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا؟"

اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہاں!"

اس حدیث شریف کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "لمعات" میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ حدیث شریف اس بات کا ثبوت ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اہل حق کا یہی مذہب ہے"

اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں یہ حدیث شریف تفصیل طور پر نقل فرمائی ہے:

"قال کان یوم الثالث .... ابراھیم"

Marfat.com

ترجمہ: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس سوکھے چھوہارے، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی ان چیزوں کو حضور کے سامنے رکھ دیا تو حضور علیہ السلام نے ان پر ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھی اور یہ دعا پڑھی:

"اللھم صل علی محمد انت لھا اھل وھو لھا اھل"

پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور چہرۂ مبارک پر پھیرے۔ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو تقسیم کردو اور ان کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کھانے پر ختم پڑھ کر اس کو حاضرین میں تقسیم کرنا جائز بلکہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم کا ثواب ارواح کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ فاتحہ کا یہی طریقہ آج تک رائج ہے۔ اور گیارہویں شریف میں بھی یہی ہوتا ہے کہ کچھ کھانا پکا کر اس پر قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے حضرت غوث الاعظم کی روح پاک کو پہنچایا جاتا ہے۔

اب ہم ایک ایسی ہستی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے پیرو مرشد ہیں۔ یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"نفس ایصال ثواب بارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں .... سلف کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا۔ اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا لفظ اس کا مشار الیہ

Marfat.com

اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو۔ کھانا رو برو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے ع "چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار" قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا۔ اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے، پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا، پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گی"۔۔۔۔

۔۔۔۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے[1]

۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گیارہویں شریف غوث پاک کی دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالیانہ، وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سہ منی شاہ بو علی قلندر اور حلوہ شب برات و دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔[2]

احتیاط گیارہویں شریف سے روکنے والوں کو جب یہ سب حقائق سمجھائے جاتے ہیں تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی۔ ہم تو بس احتیاطاً منع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو شامی کی اس عبارت پر غور کرنا چاہیے:۔

"لیس الاحتیاط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ النص القطعی"

ترجمہ: "احتیاط اس میں نہیں کہ کسی امر کو جس پر دلیلِ شرعی نہ ہو حرام یا مکروہ کہہ

---

[1] ہفت مسئلہ ص ۱۰، ۱۱ بلفظہ۔

[2] " " "

دیا جائے۔ یہ تو اللہ پاک پر افترار ہے۔ بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ مباح کہا جائے کہ اصل اشیار میں اباحت ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ آپ شارع تھے شراب جیسی ام الخبائث کو حرام فرمانے میں توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم خدا آیا۔"

" ولا تقولوا .... لا یفلحون "

(القرآن پ ۱۴)

ترجمہ: "اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔"

جس طرح آج کل بعض لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بنا دیتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اسی طرح بعض لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حرام بعض کو حلال کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ پاک کی طرف کر دیا کرتے تھے ان کے اس فعل کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن وحدیث میں جس چیز کی برائی بھلائی ثابت ہو وہ بری یا بھلی ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ ہمارے لیے معاف اور جائز ومباح ہے۔ اس کو بغیر کسی دلیل کے حرام گناہ اور بدعت کہنا شریعت مطہرہ پر افترار اور بہتان عظیم ہے۔ مخالفین گیارہویں شریف کو عبرت کے لیے بس یہی کافی ہے۔

نتیجہ

حاصل یہ کہ گیارہویں شریف ایسا محبوب ومرغوب فعل ہے جسے بے شمار علمار کرام اور صلحائے امت کرتے چلے آئے ہیں اور اپنے معتقدین کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ عمل خلاف سنت ہوتا تو ہرگز ہرگز یہ حضرات اس عمل میں حصہ نہ لیتے۔

Marfat.com

مزید یہ کہ جن جلیل القدر علماء اور عظیم المرتبت صوفیا نے اس پر عمل کیا ہے۔ ان کے علم و فضل میں کسی کو کلام نہیں۔ آج کوئی شخص کتنا ہی عالم و فاضل ہو جائے۔ ان کے شاگردوں کے شاگردوں میں بھی شامل نہیں ہو سکتا تو کیا وہ حضرات قرآن و سنت سے بے بہرہ تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں بلکہ ان کے سینے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور نور ایمان سے روشن تھے۔ وہ حضرات جید عالم بھی تھے اور پورے پورے عامل بھی۔ چنانچہ گیارہویں شریف جیسے محبوب عمل بھی ہمیں انہیں بزرگوں کی پیروی کرنی چاہیے۔

ایک خواب ایک حقیقت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس پر بہت سے اولیاء اللہ حلقہ بنائے مراقبہ میں مشغول تھے اور اُن کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ دو زانو بیٹھے تھے اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ آپ کی ذات میں ماسوا اللہ سے بے نیازی اور فنا فی اللہ کی کیفیات جلوہ گر تھیں۔ پھر یہ سب حضرات اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک سمت کو چل دیے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو اُن میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے استقبال کے لیے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش بزرگ ننگے سر اور ننگے پاؤں تھے جن کے بال اُلجھے ہوئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کا ہاتھ نہایت عزت و احترام سے اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے بعد ایک حجرہ شریف نظر آیا جو نہایت ہی صاف شفاف تھا اور اس کے اوپر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ سب باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے۔ میں نے اس کے بارے میں معلوم کیا تو ایک شخص

Marfat.com

نے بتایا۔ آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس مقدس (گیارہویں شریف) ہے یہ سب حضرات عرس پاک کی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔[1]

---

[1] کلمات طیبات فارسی ص ۸۱، مطبوعہ دہلی۔

منقبت سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

تمہاری محبت ہمارا ہے ایماں
دل و جاں ہے تم پر فدا غوث الاعظم
مداوائے رنج و الم آپ ہی ہیں
مرے دردِ دل کی دوا غوث الاعظم
قدم اُس کے منزل نے خود آکے چومے
بنے جس کے بھی رہنما غوث الاعظم
خدا کی قسم جس کو تم مل گئے ہو
خدا بھی اُسے مل گیا غوث الاعظم
گدا آپ کے در کا ہے کاوش
اُسے بھی ہو ساغرِ عطا غوث الاعظم

Marfat.com

عرس کا ثبوت

زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ شرف الدین بن احمد یحیٰ منیری قدس سرہٗ العزیز نے اپنے ملفوظات شریف میں فرمایا ہے:

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے گیارہ دن بعد جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے تو بارہویں دن آپ نے بہت سا کھانا پکوایا تاکہ اس کا ثواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اقدس کی نذر کریں۔ جب تمام مدینہ منورہ میں اس کا چرچا ہوگیا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ آج کیا ہے؟ جن کو معلوم تھا وہ بتلاتے تھے:

"الیوم عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

یعنی آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس ہے۔

چنانچہ:

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"ازیں جاست حفظ اعراسِ مشائخ و مواظبت زیارت قبور و التزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں و اعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد و نشان ایشاں"

ترجمہ: "اسی سبب سے ہے مشائخ کے عرسوں کی پابندی کرنا ان کی قبروں کی زیارت کرنا، فاتحہ پڑھنا، ان کی طرف سے صدقہ دینا اور ان کے آثار اولاد کی عزت و احترام کرنا۔"

Marfat.com

ہندوستان کے جلیل القدر صاحب باطن بزرگ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں :

"پیروں کا عرس مشائخ کے طریقہ پر صفائی اور سماع کے ساتھ جاری رکھیں"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں :

"فقیر ایک سال میں دو مجلسیں اپنے مکان میں کرتا ہے۔ ایک مجلس حضور علیہ السلام کی وفات کے ذکر میں اور دوسری حسنین رضی اللہ عنہما کی شہادت کے ذکر میں .... اس کے بعد قرآن شریف اور پانچ آیتوں کا ختم پڑھ کر جو طعام حاضر ہوتا ہے اس پر فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ (اس کے علاوہ) اگر مجلس میں کوئی خوش الحان سلام یا مرثیہ مشروع پڑھنے والا ہو تو سلام پڑھنے کا بھی اتفاق ہوتا ہے"۔[1]

اس سلسلے میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی موجود ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں :

"حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی نیاز کا کھانا جس پر سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور درود شریف پڑھنے سے وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے اور اس نیاز کا کھانا بہت ہی بہتر ہے"۔[2]

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس پائے کے عالم دین ہیں کہ تمام علمائے ہندو پاک علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ خود اپنے والد محترم شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مقدس ہر سال مقررہ تاریخوں میں منایا کرتے تھے۔ اس پر مولوی عبدالحکیم پنجابی نے

---

[1] فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۱۔

[2] " " ص ۱۷۱۔

اعتراض کیا کہ تم نے تو عرس کو فرض کا درجہ دے رکھا ہے کہ باقاعدگی سے ہر سال مقررہ تاریخوں پر منعقد کرتے ہو!

اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"این طعن .... ایشاں باشد"

ترجمہ: "اس طعن کا سبب اس کی حالت سے ناواقفیت ہے جس پر طعن کی گئی ہے۔ کیونکہ فرائضِ شرعیہ مقررہ کے سوا کوئی بھی شخص کسی چیز کو فرض نہیں جانتا۔ البتہ زیارتِ قبور، صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کرنا، تلاوتِ قرآن، دعائے خیر، شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا مستحسن فعل ہے اور باتفاق علماء جائز ہے۔"[1]

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے سے ظاہر ہوا کہ صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کرنا اور فاتحہ وغیرہ پر علماء امت کا اجماع ہے اور مخبرِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان پہلے سے موجود ہے:

"لا تجتمع امتی علی الضلالۃ"

(یعنی میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔)

غرض کہ پورا خاندانِ شاہ ولی اللہی، فاتحہ درود اور عرس و عرائس کا نہ صرف قائل تھا بلکہ اس پر پابندی سے عامل بھی تھا۔ اور یہ وہ خاندان ہے کہ بعد میں آنے والے تمام علمائے ہند و پاک جس کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

---

[1] زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح۔ ص ۴۲۔

Marfat.com

فتوے

اس سلسلے میں اب مخالفین حضرات کے جید علماء کی کتب سے ثبوت پیش کیے جاتے ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی

"جب میت کو کچھ نفع پہنچانا مقصود ہو تو اسے کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر ہو سکے تو بہتر ہے، ورنہ صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے۔"[1]

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب

"احادیث سے نفع پہنچانا محقق ہے اور جمہور صحابہ و ائمہ کا یہ مذہب ہے۔"[2]

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب

"ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے دے۔ جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے۔ اسی طرح زندہ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔"[3]

---

[1] صراط مستقیم ص ۶۴۔

[2] تذکرۃ الرشید ص ۲۶۔

[3] التذکیر حصہ سوم ص ۹۵۔

Marfat.com

قاضی ثناءاللہ پانی پتی صاحب

"جمہور فقہاء کرام علیہم الرحمۃ نے حکم فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے" [۱]

العقیدۃ المحمدیہ ص ۵۲-ج ۲ میں ہے۔

"بے شک زندوں کی دعا مردوں کے لیے اور اُن کا صدقہ دینا اُن کے لیے درجات کی بلندی میں نافع ہے۔"

---

[۱] تذکرۃ الموتیٰ والقبور

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم

لپٹ جائیں دامن سے اُس کے ہزاروں
پکڑے جو دامن ترا غوث اعظم

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم

کہے کس سے جا کر "حسن" اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

مولانا حسن رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

ختم غوثیہ

ختم غوثیہ ہر مشکل، مصیبت اور پریشانی دور کرنے کے لیے اکسیر ہے۔ اس میں صدقِ دل سے شامل ہونے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں رہتا۔ ختم شریف کے دوران اپنی توجہ اللہ کی رحمت کی طرف رکھنی چاہیے۔ اس میں باوضو اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے شامل ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد ختم غوثیہ پڑھا جائے۔ دو رکعت نماز نفل برائے ثواب پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بعد سورۃ فاتحہ ہر دو رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں اور رکوع و سجود کی تسبیح بھی گیارہ گیارہ بار ادا کی جائیں۔

ختم شریف پاک و صاف جگہ پورے احترام سے پڑھا جائے۔ ماحول خوشبو سے معطر ہو۔ لوگ پاک و صاف کپڑے پہنے ہوئے باوضو بیٹھیں۔ اگر تازہ غسل کر کے آئیں تو بہت زیادہ نورانیت پیدا ہو۔

(۱) درود شریف (۲) کلمہ تمجید (۳) یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ المدد فی سبیل اللہ (۴) سورۃ الم نشرح (۵) سورۃ یاسین شریف (۶) اَللّٰھُمَّ یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ (۷) اَللّٰھُمَّ یَا ھَادِیْ اَنْتَ الْھَادِیْ (۸) اَللّٰھُمَّ یَا کَافِیْ اَنْتَ الْکَافِیْ (۹) اَللّٰھُمَّ یَا مُعَافِیْ اَنْتَ الْمُعَافِیْ (۱۰) یَا غَوْثَ اَغِثْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ اَلْمَدَدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (۱۱) حضرت شاہ مُحْیُ الدِّیْن مُشْکِلْکُشَا بِالْخَیْرِ (۱۲) اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ (۱۳) اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ (۱۴) اَللّٰھُمَّ یَا

Marfat.com

رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ⑮ اَللّٰهُمَّ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ
⑯ اَللّٰهُمَّ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ⑰ اَللّٰهُمَّ یَا حَلَّ
الْمُشْکِلَاتِ ⑱ اَللّٰهُمَّ یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ ⑲ اَللّٰهُمَّ
یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ⑳ اَللّٰهُمَّ یَا مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ وَالْحَسَنَاتِ
(۲۱) سَهِّلْ یَا اِلٰهِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ
(۲۲) سورۂ اخلاص (۲۳) صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ (۲۴) حَسْبُنَا اللّٰهُ
نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (۲۵) لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (۲۶) کلمہ تہلیل آخر
میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲۷) بِسْمِ اللّٰهِ شَافِیْ (۲۸)
بِسْمِ اللّٰهِ مُعَافِیْ

(۲۹) امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا غوث الاعظم بہرِ خدا

(۳۰) درود شریف۔

مندرجہ بالا تمام کلمات میں سے ہر ایک کا ورد ایک سو گیارہ بار کیا جائے۔ البتہ سورۂ یاسین شریف صرف ایک بار پڑھی جائے۔

ختم غوثیہ شریف ختم کرنے کے بعد قل شریف پڑھا جائے اور پھر صاحب مجلس کے سامنے بارگاہِ الٰہی میں دعائے خیر کی جائے ہر آدمی اپنی مراد کا تصور دل میں اللہ کے ساتھ قائم رکھے۔ انشاء اللہ بامراد ہوگا۔

Marfat.com

غوث پاک کی گیارہویں شریف

(الموسوم الی الغیر)

غوث پاک کی گیارہویں شریف کے مخالفین ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ گیارہویں شریف کی اشیاء پر چونکہ غوث پاک کا نام آتا ہے۔ لہٰذا وہ " وما اھل بہ لغیر اللہ" کے تحت حرام ہو گئیں۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ:

"حضرت صالح بن درہم فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حج کے لیے جا رہے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا:
کون تم میں سے مجھے ضمانت دیتا ہے اس امر کی کہ وہ مسجد عشار میں دو چار رکعت پڑھے اور پھر یوں کہے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے لیے ہے۔"[1]

تو کیا یہاں نماز کی نسبت "غیر اللہ" کی طرف نہیں کی جا رہی ہے؟ یقیناً ظاہر میں تو ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے مگر اس نسبت کا اصل مطلب کچھ اور ہی ہے سنیے:

" معناہ ثواب ھذہ الصلوٰۃ لابی ھریرۃ "[2]

ترجمہ: مطلب اس کا یہ ہے کہ اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ کے لیے ہے۔"

پس جس طرح ابو ہریرہ کے لیے نماز کہنا جائز ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت پیران پیر

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۸۔

[2] حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۰۔

Marfat.com

کی نیاز کہنا جائز ہے۔

علیٰ ہٰذا القیاس، غوث پاک کا بکرا، داتا صاحب کا لنگر، خواجہ صاحب کی دیگ، امام حسین کی سبیل کہنا بھی درست اور جائز ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرنے کا اصل مطلب ان کی ارواحِ طیبات کو ایصالِ ثواب کرنا ہے۔

چنانچہ اگر کسی جانور کو عمر بھر غیر خدا کے نام سے پکارا گیا ہو مثلاً یہ کہا گیا ہو کہ عبدالرحمٰن کا دنبہ، ولیمہ کی گائے، عقیقہ کی بکری وغیرہ مگر ذبح کے وقت کہا جائے:

"بسم اللہ اللہ اکبر"

تو وہ حلال و طیب ہے۔ اور کسی طرح بھی "وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" میں داخل نہیں۔ کیونکہ اس کی شرح میں اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ محترم حضرت ملّا جیون لکھتے ہیں:

"وما اہل بہ لغیر اللہ" سے مراد وہ جانور ہے جو لات و عزیٰ وغیرہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔"

"اس سے ثابت ہوا کہ جو گائے اولیاء اللہ کے نام نذر کی گئی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں دستور ہے وہ حلال و طیب ہے۔"[1]

بالفرض محال اگر نسبت ایسی ہی بری چیز ہے تو پھر کوئی چیز ہی حلال نہیں رہے گی، مثلاً:

مولوی صاحب کی بیوی۔ ملاجی کا لڑکا۔ پیرجی کی بھینس۔ مرید کی بیٹی وغیرہ وغیرہ۔

---

[1] تفسیر احمدیہ مطبوعہ کلکتہ ص ۴۰ از حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

تعیّنِ یوم

(دن اور تاریخ کا مقرر کرنا۔)

اب رہا معترضین کا یہ اعتراض کہ: جب فاتحہ اور دنوں میں بھی ہو سکتی ہے تو کسی خاص دن کا تعین کرنا "بدعت" ہے۔

اس اعتراض کا جواب خود مخالفین حضرات کے بہت بڑے بزرگ اور پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے یوں تحریر فرمایا ہے:

"مقصود ایجاد رسم عرس یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں، باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن طعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے۔ یہ مصلحت ہے "تعینِ یوم" میں۔[1]

اس کی اصل یہ ہے کہ مقدس ایام منانے کی اجازت خود خداوند کریم نے قرآن مجید میں دی ہے:

"وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ"

(ترجمہ: رحمت خدا کے دن انہیں یاد کراؤ)

یعنی ان دنوں کی عظمت بیان کرو جن میں اللہ تعالیٰ نے انعام نازل فرمائے۔

اسی طرح تعینِ یوم کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

"اَنَّ عَاشُوْرَاءَ یَوْمٌ مِنْ اَیَّامِ اللّٰهِ"

(ترجمہ: عاشورہ کا دن ایام اللہ سے ہے۔)

---

[1] کنز العمال ص ۲۷۲ ج ۴۔

Marfat.com

کیونکہ:

"اُسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اور اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔" [1]

اس کے علاوہ اللہ پاک نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت اور یوم وصال کی بھی تخصیص فرمائی ہے۔

اور پھر اس تاریخی حقیقت کو تو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روزمرہ کی زندگی میں۔ وعظ فرمانے، نفلی روزہ رکھنے اور سفر کرنے کے دن معین فرمائے ہوئے تھے۔ [2]

اب اس اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں رہی کہ "دنوں کا تعین کر کے لوگ انہیں فرض اور واجب کا درجہ دے دیتے ہیں"۔

بہر حال مخالفین کے اس بے بنیاد اعتراض کا جواب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے یہ دیا ہے:

"فرائض شرعیہ مقررہ کے سوا کوئی بھی کسی کو فرض نہیں جانتا۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ دن مقرر کرنا اس لیے کہ وہ دن ان کے وصال کا ہے۔"

اور وصال کے دن کی اہمیت اور فضیلت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے:

"جس دن کسی بزرگ ولی اللہ کا وصال ہوا اس دن ایصالِ ثواب میں برکت و نورانیت بہت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دوسرے دنوں کے۔" [3]

---

[1] صحیح بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۰۶، مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱۔

[2] زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح ص ۶۳، ج ۱۔

[3] ثابت بالسنۃ ص ۹۶۔

Marfat.com

اس کی مزید صراحت صاحب مجموع الروایات نے اس طرح فرمائی ہے:

"جب کوئی شخص کھانا کھلانے کا ارادہ کرے۔ تو روزِ وفات بلکہ وقتِ وفات کا خیال رکھے۔ اور احتیاط کے ساتھ اس ساعت کو یاد رکھے جس میں میت کی روح عالم بالا کی طرف منتقل ہوئی۔ اس لیے کہ اموات کی روحیں ہر سال عرسوں میں اس مقام و ساعت میں حاضر ہوتی ہیں جس میں ان کا انتقال ہوا۔ مناسب یہی ہے کہ اس ساعت میں کھانا کھلایا جائے کیونکہ اس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس میں بڑی تاثیر ہے" [۱]

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوبصورت انداز میں تعین یوم کی وکالت فرمائی ہے:

"رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول رہا ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ پس اس مصلحت کی بنا پر گیارہویں اور اعراس وغیرہ کے لیے دن مقرر کیا جاتا ہے" [۲]

---

[۱] جمع الجوامع از علامہ جلال الدین سیوطی۔ معراج الہدایہ از مولانا جلال الدین بخاری خزینۃ الجلالی۔ حاشیہ شلبی۔

[۲] فیصلہ ہفت مسئلہ۔

اختتامیہ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے:
سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

ایسے رفیع الشان موضوع پر قلم اُٹھانا میرے بس کی بات نہ تھی۔ اس لیے میں نے کبھی اس موضوع پر سوچا تک نہ تھا۔ کیونکہ مجھے اس کا شعور ہی نہ تھا —— لیکن سیدنا غوثِ پاک کی قوتِ جاذبہ نے مجھے از خود اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور پھر اپنی نگاہِ فیض اثر کے ادنیٰ اشارے سے یہ کام مجھ سے لے لیا —— ورنہ مجھے کچھ مقدور نہ تھا۔

پیتا بغیر اذن یہ کب تھی مری مجال
در پردہ چشمِ یار کی شہ پاکے پی گیا

نظر گرفتہ غوث الاعظم

فیاض کاوش وارثی

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم

وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاءوہا وفتحت

ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین

مظہر فیض رضا

ایک تبلیغی ادارہ - ایک دینی مکتبہ - ایک روحانی حلقہ

حضرت پیر میر احمد شاہ نقشبندی بخاری دامت برکاتہ بانی مظہر فیض رضا برج منڈی ضلع فیصل آباد سلسلۂ نقشبندیہ کی ایک ممتاز روحانی شخصیت ہیں۔ جو علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ نے مسلک اہل سنت کی اشاعت کے لیے مکتبہ مظہر فیض رضا کا آغاز کیا۔ اور اس مکتبہ کے زیر اہتمام بعض گرانقدر کتابیں شائع کیں۔ اور یہ کتابیں اپنے علمی مباحث کی وجہ سے مقبول خواص و عام ہوئیں۔ اور ان کے ہزاروں ایڈیشن اندرون ملک اور بیرون ملک کی علمی دنیا میں پھیلے۔ یہ ادارہ مزید کتابیں طبع کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ بانی ادارہ صاحب نسبت بزرگ۔ روحانی راہنما اور ایک مستعد مبلغ دین ہیں۔ جن کے مریدوں کا سلسلہ پنجاب اور سندھ میں خدمت خلق میں مصروف ہے۔ آپ بھی ادارے سے تعاون کرکے نیکی کو فروغ دیں۔

منیجر مکتبہ مظہر فیض رضا برج منڈی ضلع فیصل آباد

Marfat.com

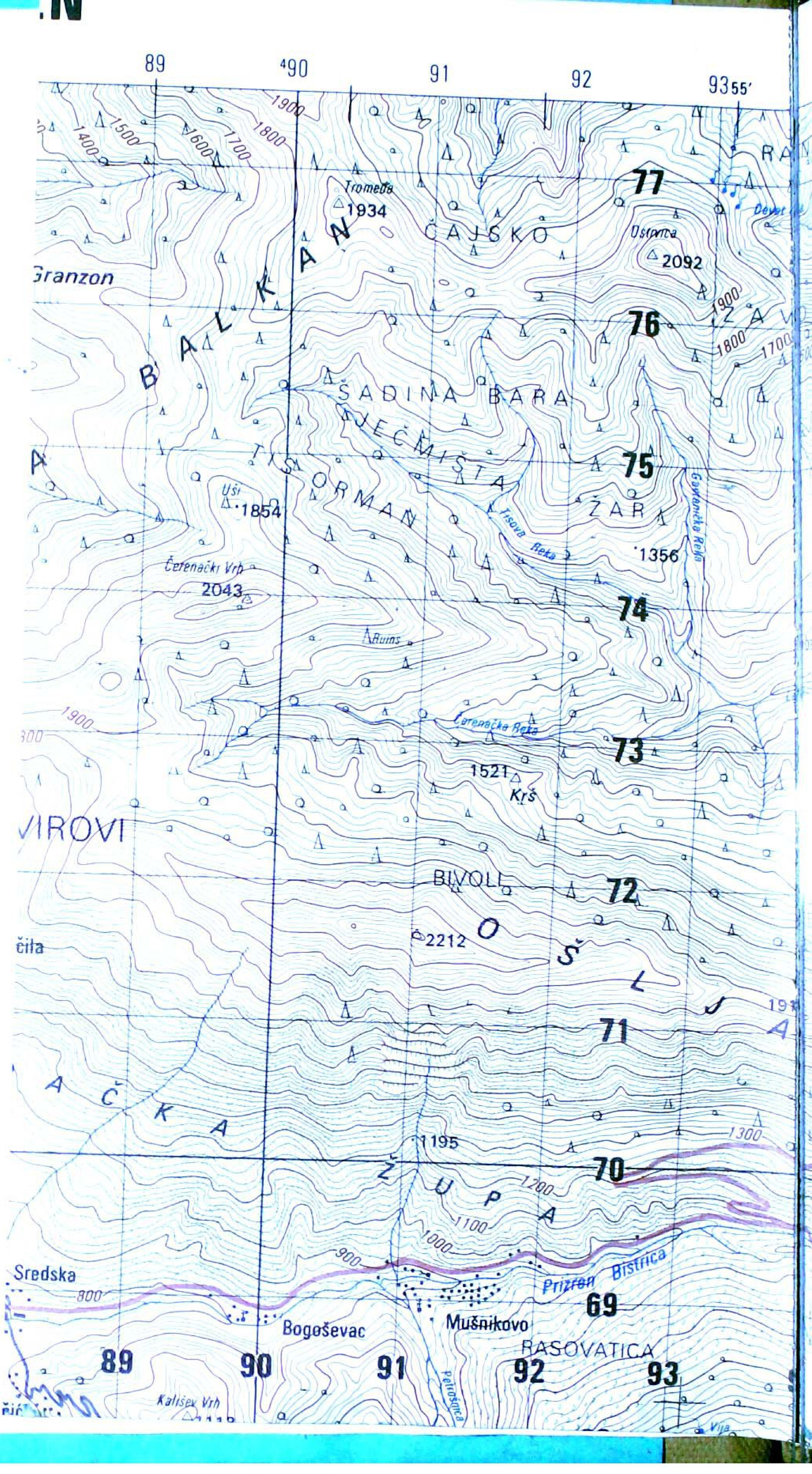

89
490
91
92
93 55′
Tromeđa
1934
BALKAN
ČAJSKO
Ostrvica
2092
77
76
75
74
73
72
71
70
69
Granzon
ŠADINA BARA
JEČMIŠTA
TISORMAN
Uši
1854
ŽAR
1356
Čerenački Vrh
2043
Ruins
Čerenačka Reka
Tisova Reka
1521
Krš
VIROVI
BIVOLI
2212
OŠLJA
1195
ŽUPA
Sredska
Bogoševac
Mušnikovo
RASOVATICA
Prizren Bistrica
89
90
91
92
93
Kališev Vrh
Petrošnica

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com